Volume II
No. 22

SP II-22-76 (E)
250

THE SENATE OF PAKISTAN DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, April 6, 1976

CONTENTS

	PAGE
Leave of Absence	393
Intimation *Re* : Arrest of Senator Mohammad Haneef Ramay—*Read out* ..	393
The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 1976	394

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, KARACHI
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI : 1977

Price : Paisa 50

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Tuesday, April 6, 1976

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber (State Bank Building), Islamabad, at ten of the clock in the morning, Mr. Chairman (Mr. Habibullah Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman: There is a leave application by Mr. Farooq Ahmed Khan Leghari. He requests for leave of absence from Senate for Monday 5th April, 1976. The application was received last evening very late, therefore, it could not be placed before the House yesterday. I am putting it up today. Should the leave be granted? It shall have retrospective effect.

(*The leave was granted*)

Mr. Chairman: All right, leave is granted.

INTIMATION *RE*: ARREST OF SENATOR MOHAMMAD HANEEF RAMEY

Mr. Chairman: Now, there is an intimation of arrest about Mr. Ramey. It reads:

> "I have the honour to inform you that Mr. Mohammad Haneef Ramey, Senator, has been arrested under a warrant of arrest issued by Illaqa Magistrate, Jhang, in case F.I.R. (No. so and so), dated 23rd March under sections (No. so and so) of Defence of Pakistan Rules, 1971. Police Station Kotwali for delivering seditious speeches at Jhang on 23rd and 24th March. The arrest of Mr. Haneef Mamey was effected at Lahore on 1st April while he was already in custody in the Lahore Jail in connection with another case of district Lahore. The same information is being submitted by hand.
>
> Sd: Mohammad Ayub"

(*Pause*)

Mr. Chairman: Now, we take up legislative business. We are going at a very slow speed. Should we do a little better, if possible.

THE CODE OF CRIMINAL PROCEDURE (AMENDMENT) BILL, 1976

Mr. Chairman : Yes please, was this motion moved yesterday ?

Malik Mohammad Akhtar (Minister for Law and Parliamentary Affairs) : Yes, Sir, and I made a speech also.

Mr. Chairman : So the motion was moved.

Malik Mohammad Akhtar : The motion was moved and I explained its salient features.

Khawaja Mohammad Safdar: It was opposed.

(*Pause*)

خواجہ محمد صفدر : مجھے اجازت ہے جناب والا !

Mr. Chairman : Yes, please.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! زیر بحث بل ان انتہائی سیاہ قوانین کی فہرست میں سے پہلا قانون ہے جو اس session کے دوران اس ایوان میں کل پیش کیا گیا، اس قانون کے اغراض و مقاصد میں محترم وزیر قانون و پارلیمانی امور نے یہ اعتراف فرمایا ہے کہ اس بل کی غرض و غایت یہ ہے کہ ضمانت سے متعلق قانون کو سخت سے سخت تر کردیا جائے اور محدود سے محدود تر کر دیا جائے - اگرچہ میرے نزدیک یہ بل ہمارے ملک کی اعلی عدالتوں کے ان اختیارات کو جو انہیں کسی ملزم کو ضمانت کے سلسلے میں حاصل ہیں، محدود ہی نہیں کرتا بلکہ اس سے آگے بڑھکر عدالت عالیہ کو جو اختیارات ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۹۱ کے تحت habeas corpus کے مسئلہ میں ہیں ان کو بھی سلب کر دیتا ہے - جناب والا ! محترم وزیر قانون و پارلیمانی امور نے اس ایوان میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ضابطہ فوجداری کی صرف دو دفعات یعنی ۴۹۷ اور ۴۹۸ میں اس غرض کے لئے ترامیم کی جا رہی ہیں کہ عدلیہ اور انتظامیہ کے اختیارات کی وضاحت کر دی جائے، لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ اس کے علاوہ بھی کچھ اختیارات عدالتوں کو ضمانت کے سلسلے میں ہیں، جن میں زیر بحث مسودہ قانون کے ذریعہ کوئی ترمیم نہیں کر رہے ہیں - جناب چیئرمین ! میں انکی خدمت میں نہایت ہی ادب سے عرض کروں گا کہ ضابطہ فوجداری میں جہاں تک زیر سماعت مقدمات میں ضمانت کا تعلق ہے وہ صرف اور صرف دو دفعات یعنی ۴۹۷ اور ۴۹۸ ضابطہ فوجداری کے تحت عدالتوں کو ضمانت منظور کرنے کا اختیار حاصل ہے - مگر ضمانت سے متعلق ایک اور دفعہ ۴۲۶ ضابطہ فوجداری میں موجود ہے یہ دفعہ اس صورت میں بروئے کار آتی ہے جبکہ کوئی ملزم سزا پاچکا ہو اور ملزم کی حد سے گزر کر وہ مجرم بھی بن چکا ہوا ہو اور اس نے اپیل دائر کی ہو تو اس صورت میں وہ عدالت جو کہ اپیل کی سماعت کر رہی ہو، اسے جس دفعہ کے تحت ضمانت پر رہا کر سکتی ہے وہ دفعہ ۴۲۶ ضابطہ فوجداری ہے -

دفعہ ۴۲۶ کا تعلق عام طور پر ضمانت سے نہیں تصور کیا جاتا وہ دراصل اپیل کے اختیارات کا ایک ضمنی اختیار ہے جو کہ عدالت کو حاصل ہے - جناب والا ! ان دو دفعات سے میری مراد ۴۹۷ اور ۴۹۸ ضابطہ فوجداری سے ہے، گزشتہ چار سالوں میں ان دو دفعات کا کیا حشر ہوا یہ ایک طویل داستان ہے سب سے پہلے ۴۹۷ دفعہ میں آرڈیننس نمبر ۱۲ مجریہ ۱۹۷۲ء کے ذریعے ترمیم کی گئی اس سے اگلے سال ایکٹ نمبر ۹۷ مجریہ ۱۹۷۳ء کے ذریعے اس میں ترمیم کی گئی اور تیسری بار بذریعہ ایکٹ نمبر ۲۵ مجریہ سنہ ۱۹۷۴ء ترمیم کی گئی اور چوتھی بار ابھی حال ہی میں ایک آرڈیننس نمبر ۳۰ مجریہ ۱۹۷۵ء کے ذریعے ترمیم کی گئی اور وہ آرڈیننس اس وقت ایک بل کی شکل میں اس ایوان میں زیر بحث ہے - ہر چار بار عدالت کے اختیارات کو جو کہ انہیں ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۷ کے تحت کسی ملزم کی ضمانت قبول کرنے کے سلسلے میں حاصل تھے محدود کرنے کی کوشش کی گئی - اسی لئے شاید محترم وزیر صاحب کو اس بل کے اغراض و مقاصد میں یہ بات لکھنا پڑی -

"In order to further tighten the proceedings for the grant of bail by the Courts."

یعنی پہلے جس حد تک ان کو شکنجے میں کسا جا چکا تھا وہ محترم وزیر قانون صاحب کے خیال میں کافی نہیں تھا ان اختیارات کو جو عدالتوں کو حاصل ہیں ان کو مزید محدود کرنے کی غرض سے یہ بل لایا گیا ہے اسی لئے میں نے عرض کیا ہے کہ یہ سیاہ قوانین کی طویل فہرست میں سے یہ پہلا قانون ہے جو اس سیشن میں اس ایوان کے سامنے پیش ہو رہا ہے - جناب والا ! اس ضمن میں کہ عدالتوں کو کیا اختیارات حاصل تھے اور کیا ہیں اور کس نوعیت سے اب محترم وزیر قانون ان اختیارات کو شکل دینا چاہتے ہیں - اس موضوع پر میں اپنی گزارشات آپ کی وساطت سے اس ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں - جناب والا ! آج ہم ایک آزاد ملک کے آزاد شہری ہیں کم از کم تھیوری کے اعتبار سے یہ بات درست ہے - مگر ملک کے اکثر لوگ اور ان میں بھی شامل ہوں یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اس فقرے کا آخری حصہ شاید درست نہیں - لیکن آج سے تقریباً اٹھائیس سال قبل اس ملک میں باہر سے آئے ہوئے حکمراں حاکم تھے ہم آزاد نہیں تھے ہم غلام تھے اور انگلستان سے آئے ہوئے گورے حکام ہم پر مسلط تھے انہوں نے یہ قانون جس کے تحت ملزموں کو ضمانت حاصل کرنے کا حق یا ضمانت کی درخواست دینے کا حق اور عدالتوں کو ان کی ضمانت قبول کرنے کا حق دیا گیا تھا یہ ۱۸۹۸ء میں بنایا تھا - غور فرمائیے پچھلی صدی کی بات کر رہا ہوں پون صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اس قانون کو بنے ہوئے اور اس قانون میں ۱۹۲۳ء تک کوئی ترمیم نہیں ہوئی - ۱۹۲۳ء میں پورے پچیس سال کے بعد ایک ترمیم کی گئی اور وہ کیا اس غرض کے لئے کی گئی تھی کہ عدالتوں کے اختیارات کو محدود کیا جائے - عوام کو جو آزادیاں حاصل ہیں انہیں سلب کیا جائے ؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں - جناب والا ! قانون کی کتابیں اس بات کی شاہد ہیں کہ ۱۹۲۳ء کی ترمیم کے ذریعے سیکشن ۴۹۷

[Khawaja Mohammad Safdar]

سب سیکشن ۱ میں ایک پراویزو کا اضافہ کیا گیا اور ملزموں کو ضمانت کے حصول میں سہولتیں دی گئیں - دفعہ ۴۹۷ ضابطہ فوجداری کے سب سیکشن ۱ کے تحت یہ بات درج تھی کہ اگر کسی شخص کو ایسے الزام میں ماخوذ کیا جائے جس کی سزا موت ھو یا عمر قید ھو تو اس کی ضمانت عام حالات میں عدالتوں کو قبول نہیں کرنی چاھیئے جو پراویزو ۱۹۲۳ء میں درج کیا گیا وہ یہ تھا کہ سب سیکشن (۱) میں یہ مستثنیات ھوں گی - وہ کیا ؟ سولہ سال سے کم عمر کا نوجوان بچہ اس سے مستثنی ھوگا - اس کی ضمانت ہر وقت لی جا سکتی ھے خواہ اس پر ایسا الزام ھو کہ الزام کے ثابت ھونے پر اسے موت کی سزا ھو سکتی ھے - اس کو بھی اس سے مستثنی قرار دیا گیا ھے اور عورت کو بھی اس سے مستثنی قرار دیا گیا ھے - بوڑھے اور کمزور معذور انسانوں کو بھی مستثنی قرار دیا گیا - یعنی پہلی ترمیم جو پچیس سال کے بعد ھوئی اس میں ھم لوگوں کیلئے اس ملک میں بسنے والوں کے لئے اگرچہ وہ اس وقت غلام تھے انگریز حکمرانوں نے ان کے لئے سہولت پیدا کی تاکہ ان کی ضمانت آسانی سے ھو سکے کیونکہ قانون کے نزدیک اور یہ دنیا بھر میں مسلمہ اصول ھے کہ جب تک جرم ثابت نہیں ھوتا اس وقت تک ملزم کو خواہ اس کے جرم کی نوعیت کتنی ہی گھناونی کیوں نہ ھو جب تک جرم ثابت نہ ھو جائے، معصوم تصور کیا جائے گا - اس وقت تک اسے بیگناہ تصور کیا جائے گا اس وقت کے انگریز آقاؤں نے پچیس سال کے بعد اس ملک کے غلاموں کو یہ مزید رعایت دی کہ عورت بچے اور بوڑھے یہ تینوں اس سختی سے جو دفعہ ۴۹۷ سب کلاز ایک کے تحت رکھی گئی ھے محفوظ رھیں اور اس میں نرمی پیدا کی جائے اور آج جب ھم آزاد ھیں آزاد ملک کے شہری ھیں ھمارے پاکستانی بھائی ھم پر حکمراں ھیں اور اس حکومت کا دعوی یہ ھے کہ یہ عوامی حکومت ھے عوام نے ان کو منتخب کیا ھے - آج خود وزیر قانون اپنی زبان سے ارشاد فرما رھے ھیں کہ اس قانون کو سخت سے سخت تر کیا جائے تاکہ یہ وھم جو عام دنیا میں بسنے والوں کے دلوں میں ھے کہ جب تک کسی شخص کے خلاف الزام ثابت نہیں ھوتا وہ بیگناہ ھے یہ غلط کیا جا سکے یہ اس مسلمہ اصول کو جسے تمام دنیا سینکڑوں سالوں سے قبول کر رہی ھے غلط ثابت کرنے پر ھمارے محترم وزیر قانون صاحب تلے ھوئے ھیں - چاروں ترامیم جو ھو چکی ھیں ایک سے ایک بڑھ کر ھیں، میں تفصیل میں نہیں جانا چاھتا ورنہ بات لمبی ھو جائے گی، ایک سے ایک بڑھ کر یکے بعد دیگرے ترامیم نے اس قانون کو سخت سے سخت تر بد سے بدتر انتہائی گھناونا اور سیاہ کر دیا ھے - جناب والا ! اسی اصول کے تحت کہ جب تک کوئی شخص جو کسی جرم میں ماخوذ ھے اس کے خلاف جرم ثابت نہیں ھوتا معصوم شمار کیا جائے گا - بیشمار فیصلے برصغیر کی اونچی سے اونچی عدالتوں نے اور آزادی کے بعد پاکستان کی عدالتوں نے کئے - ایک کلاسیکل کیس کا ذکر کرتا ھوں - جناب والا ! آپ کو خوب یاد ھوگا آپ نے شاید اس کیس کو کئی بار استعمال کیا ھو، کبھی بطور وکیل اور اس کے بعد بطور جج کے بھی - وہ کیس کونسا ھے - مشہور زمانہ میرٹھ سازش کیس - میرٹھ سازش کیس میں کم و بیش تیس

افراد ماخوذ تھے اور یہ جہاں تک ضمانت کے قانون کا تعلق ہے اس برصغیر کے قانون کی تاریخ میں لینڈ مارک کی حیثیت رکھتا ہے - یہ ایک کلاسیکل رولنگ تسلیم کی جاتی ہے - اس میں تیس ملزم ماخوذ تھے جن کے خلاف یہ الزام تھا کہ وہ شہنشاہ معظم کی حکومت کو برصغیر ہند سے، جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتے ہیں ان کے چارج کے الفاظ میں پڑھے دیتا ہوں - میرے ہاتھ میں اس وقت اے - آئی - آر ۱۹۳۱ء الہ آباد ہے اور میں صفحہ ۳۵۹ سے یہ کوٹیشن دے رہا ہوں -

"You the accused generally in and between the years 1925 and 1929 within and without the British India agreed and conspired with one another and Mr. Amir Haider, the absconded accused and the persons and bodies in the list and other persons known and unknown and not before the courts to deprive the King Emperor of the sovereignty of the British India and thereby committed an offence punishable under Section 121 IPC and within the cognizance of the Court of Session."

یہ ان پر حکومت کا تختہ الٹنے کا الزام تھا اس سے serious charge کسی محکوم ملک میں اور کوئی نہیں ہو سکتا - دو ملزموں نے اس مقدمے میں درخواست ضمانت دے دی ان کی درخواست ضمانت ماتحت عدالت نے مسترد کر دی - وہ ہائی کورٹ میں گئے ہائی کورٹ میں ڈویژن بینچ نے ان کی ضمانت کی درخواست کی سماعت کی - جناب جسٹس مکرجی ہندوستانی تھے اور جناب جسٹس بائس انگریز تھے - انہوں نے اس سلسلے میں کہ کیا کسی ملزم کو یہ حق حاصل ہے یا نہیں کہ وہ اس قسم کے سنگین جرم میں ملوث ہونے کے بعد درخواست ضمانت دے تو اس درخواست کا کیا حشر ہو - انہوں نے ارشاد فرمایا -

"The accused person is presumed under law to be innocent till his guilt is proved. As presumably innocent person he is entitled to every freedom and every opportunity to look after his case."

اور عدالت عالیہ نے ان دونوں ملزموں کو ضمانت پر رہا کر دیا - اس ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے بعد چار اور ملزموں نے سیشن جج کے پاس اسی مقدمے میں درخواست ضمانت دی - سیشن جج نے چاروں کو ضمانت پر رہا کر دیا - لیکن کچھ دوسرے ملزموں کو رہا کرنے سے انکار کر دیا - اس کے بعد بقایا اکیس ملزموں نے ہائی کورٹ میں ضمانت کی درخواست دے دی اور وہ ضمانت کی درخواستیں اس زمانے میں الہ باد ہائی کورٹ کے ایکٹنگ چیف جسٹس شاہ محمد سلیمان اور جناب جسٹس ینگ جو کہ فوراً ہی بعد میں پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مقرر ہوئے اور جناب جسٹس کنگ پر مشتمل فل بینچ نے سماعت کی اور اپنے فیصلے میں جو کہ اے-آئی-آر ۱۹۳۱ء آلہ باد صفحہ ۵۰۴ پر رپورٹ ہے انہوں نے چھ مزید ملزموں کو ضمانت پر رہا کر دیا - میں جو بات ثابت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک غیر ملکی حکمران اور اس کے ماتحت اس کے قائم کردہ عدالت ہائے عالیہ جس میں تین جج صاحبان میں سے دو غیر ملکی تھے انہوں نے یہ مناسب خیال کیا کہ برصغیر کے ان لوگوں کی ضمانتیں قبول

[Khawaja Mohammad Safdar]

کر لیں، ضمانت کی درخواستیں قبول کر لیں - جو ان کی قوم کی حاکمیت اس برصغیر میں ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں - آج تو کوئی ایسی بات نہیں ہے اور یقیناً کوئی ایسا بد بخت نہیں ہوگا جو اس ملک کی سالمیت کے خلاف کام کر رہا ہو - اختلاف رائے ہو سکتا ہے اور ہے اور جمہوری اداروں میں اختلاف رائے باعث برکت ہوتا ہے اگر آج ارباب اقتدار کی غلط پالیسیوں سے ہمیں اختلاف ہے تو کل دوسرے لوگ جو انتخابات کے ذریعے برسر اقتدار آئیں گے ان سے موجودہ برسراقتدار لوگوں کو اختلاف ہو سکتا ہے اس وقت موجودہ برسراقتدار طبقہ میری طرح یہ کہنے پر مجبور ہوگا اگر وہ بھی غلط کار ہوئے جو آئندہ آنے والے ہیں کہ صاحب ہم تو محب وطن ہیں ہمارے خلاف اس قسم کا قانون کیوں استعمال ہو رہا ہے اور کیوں اس ملک کے ہر ادارے کو برباد کیا جا رہا ہے اور وہ بھی میری طرح میری جگہ کھڑے ہو کر یہ بات کہنے پر مجبور ہونگے کہ اس قسم کے قوانین وضع نہ کیجیئے جن سے شخصی آزادیاں مفلوج ہو جائیں اور عدالتوں کے اختیارات محدود ہو جائیں -

جناب والا ! اس لئے بنیادی طور پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قانون کے اس پہلو کو دیکھتے ہوئے کہ ان کے اپنے قول کے مطابق وزیر قانون فرماتے ہیں کہ ہم اس قانون کی متعلقہ دفعہ ۴۹۷ اور ۴۹۸ کو محدود تر کر رہے ہیں - میں یہ سمجھتا ہوں کہ ارباب اقتدار اس ملک کے خلاف ہیں اور انکا یہ فعل اس ملک سے دشمنی کے مترادف ہے - میں ان کو یہ مشورہ دوں گا کہ انکا یہ فعل تو ملک کی بنیادوں کو کھودنے کے مترادف ہو گا وہ ان ہتھکنڈوں سے باز آ جائیں اور اس قانون کو واپس لے لیں - جناب والا ! یہ ایک پہلو تھا -

جناب والا ! اب میں اسی قانون کے ایک دوسرے پہلو کو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں - جناب والا ! اس میں ایک ترمیم پیش کی گئی ہے - اس ترمیم کے ذریعے میری رائے میں ضابطہ فوجداری کی اس controversy کو حکومت نے اپنے حق میں فیصلہ کرنے کے لئے اس ایوان میں پیش کیا ہے وہ ترمیم کیا ہے - اور وہ controversy کیا ہے ؟

جناب والا ! برصغیر کی عدالتوں میں اور اس کے بعد پاکستان کی عدالتوں میں یہ مسئلہ ہمیشہ اختلافی رہا اور اب بھی ہے وہ کیا ہے کہ Criminal Procedure Code ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۷ اور ۴۹۸ کا آپس میں کیا تعلق ہے - آیا دفعہ ۴۹۸ پر دفعہ ۴۹۷ اثر انداز ہوتی ہے یا دفعہ ۴۹۸ بالکل آزاد ہے - اس پر دفعہ ۴۹۷ کا کوئی اثر نہیں پڑتا legal terminology میں اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ کیا دفعہ ۴۹۸ residuary اور ancillary ہے یا دفعہ ۴۹۷ کی residuary ہے - یہ controversy ہے - اور قیام پاکستان سے پہلے بھی تھی اس controversy کو full bench کی کی رولنگ میں، جس کا میں نے حوالہ بھی دیا تھا ...

Malik Mohammad Akhtar : I am on a point of order. Sir, I did not like to disturb my triend but consider that he is going too far. He is making Mis-statement that we have curtailed altogether the powers of bail. His ruling is irrelevant and then, Sir, he should concentrate on these three minor amendments. He is trying to discuss the entire law of bail. It is not relevant for the present purpose. He should come on the principles of these amendments.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! میرا خیال ہے کہ محترم وزیر قانون کو میری بات سمجھ میں نہیں آ سکی -

جناب چیئرمین : وہ آپ کی بات سمجھ گئے ہیں اسلئے انہوں نے تو اعتراض کیا ہے -

خواجہ محمد صفدر : میرا خیال ہے کہ یہ سمجھے نہیں تھے -

Mr. Chairman : Try to be brief and to the point.

خواجہ محمد صفدر : میں اِدھر اُدھر کی باتیں نہیں کروں گا - میں تو قانون کی بات کرتا ہوں -

میں جناب آپ کو حوالہ دیتا ہوں بل کی کلاز ۳ کو پڑھئے - میں صرف کلاز ۳ کے متعلق بات کروں گا میں اس سے باہر نہیں جاؤں گا - مجھے اس کا تفصیل سے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ لا منسٹر کو معلوم ہوگا کہ انہوں نے کیا کیا ترامیم کی ہیں میں نے صرف اس presumption کا جس کا اسی کلاز میں حوالہ دیا گیا ہے اسی کا ذکر کیا ہے میں نے غیر متعلقہ کلاز کا ذکر نہیں کیا - جناب چیئرمین ! میں گزارش کر رہا تھا -

Mr. Chairman : Yes.

خواجہ محمد صفدر : کہ یہ controversy جاری تھی لیکن اسی طرح full bench کی رولنگ جیسا کہ میں نے حوالہ دیا A I R Allahabad 1931, Page 504 میں انہوں نے اس controversy کو ختم کر دیا جب انہوں نے یہ ہولڈ کیا -

I quote that Section 498 is not controlled by Section 497. Accumulative effect of all circumstances is not considered.

Mr. Chairman : That is not the point. Now the point in issue is whether Section 498 Cr. P. C. is or is not controlled by Section 497. That is going too far. You are not discussing the principles.

Khawaja Mohammad Safdar : Without prejudice to the provision of Section 497.

Mr. Chairman : That point comes during the course of discussion over the amendments if they are relevant but now you should discuss the general principles.

خواجہ محمد صفدر : میں جنرل پرنسپل کی بات کر رہا ہوں کہ وزیر قانون نے کس طرح اس بل کے ذریعے عدالتوں کے اختیارات کو محدود کیا ہے -

Mr. Chairman: Then you will have no argument left for yourself.

خواجہ محمد صفدر : جناب اگر نہیں ہوگی تو میں بات نہیں کروں گا - ایک ترمیم۔

Mr. Chairman: Let us not go in too deep.

خواجہ محمد صفدر : میں مختصر طور پر گزارش کرنے کی کوشش کروں گا اس controvers کو ۱۹۶۶ء تک تو اسی طرح تصور کیا جاتا رہا یعنی حل سجھا جاتا رہا کہ دفعہ ۴۹۸ کا دفعہ ۴۹۷ سے کوئی تعلق نہیں ہے - لیکن سپریم کورٹ نے ۱۹۶۶ء میں ایک کیس میں ایک majority رولنگ دیا - اس کی تفصیل Mohd. Yaqub VS State میں بعد میں عرض کروں گا - جس سے یہ controversy پھر شروع ہو گئی -

Mr. Chairman: You should leave this controversy.

Khawaja Mohammad Safdar: All right, Sir.

Mr. Chairman: Between 497 and 498.......

خواجہ محمد صفدر : کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اس کا ذکر تو ضرور آئے گا -

Mr. Chairman: Leave it to the Judges, you see.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! یہاں قانون ہم بنا رہے ہیں Judges کے پاس تو بعد میں جائے گا - میں ان کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ اس قسم کا قانون نہ بنائیں جس سے کہ Judges کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں -

Mr. Chairman: Yes.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! اب میں تیسرے مسئلہ کو چھیڑتا ہوں - تیسرا مسئلہ ہے جناب والا ! درخواست ضمانت قبل از گرفتاری کا - جسے anticipatory bail کہتے ہیں - اس مسئلے کا تعلق اس بل کی کلاز ۴ سے ہے -

Mr. Chairman: yes.

خواجہ محمد صفدر : اس طرح ہمیں اس مسئلہ کے دو حصے کرنا پڑیں گے - ایک یہ ہے کہ سیدھی سی ضمانت قبل از گرفتاری کن حالات میں ہونی چاہیے - جیسا کہ فاضل وزیر قانون نے ارشاد فرمایا ہے - آیا اس ضمن میں عدالتوں کے اختیارات کو محدود کرنا چاہئے ؟ کیا دنیا میں یا اسی ملک میں لوگ اسے پسند کرتے ہیں ؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ عدالتوں نے بعض ناگزیر حالات کی بنا پر درخواست ضمانت قبل از گرفتاری کو منظور کرتے ہوئے بعض ایسے مقدمات میں ضمانت کے حکم صادر فرماتے ہیں جن میں کچھ مقدمات تو عدالتوں کے سامنے پیش تھے اور کچھ پیش نہیں تھے - ایک تو یہ مسئلہ ہے -

جناب والا ! جہاں تک پہلے مسئلہ کا تعلق ہے جو پابندیاں ۰۰۰

Mr. Chairman : Excuse me. How long will you take ?

خواجہ محمد صفدر : زیادہ نہیں دس منٹ اور سر !

Mr. Chairman : Yes.

خواجہ محمد صفدر : مجھے معلوم ہے کہ ہم نے کام کو آگے بھی بڑھانا ہے - خلاف توقع آج آپ نے بھی ارشاد فرما دیا ہے -

جناب چیئرمین : نہیں یہ بات نہیں - آپ بولنا چاہتے ہیں تو گھنٹوں کیا، دنوں بول سکتے ہیں -

خواجہ محمد صفدر : اور محترم وزیر قانون بھی ارشاد فرما چکے ہیں اس اجلاس سے قبل محترم لیڈر آف دی ہاوس نے بھی ارشاد فرمایا ہے - تو ظاہر ہے - میرے لئے اور کوئی چارہ کار بھی کیا ہے اور میں سب کو تو ناراض نہیں کر سکتا -

جناب والا ! میں اختصار کے ساتھ یہ عرض کر رہا تھا کہ anticipatory bail کے متعلق قانون انتہائی واضح تھا اور بعض حالات میں کسی شخص کے ذہن میں جب یہ خدشہ ہو کہ اسے پولیس گرفتار کرنے والی ہے اور وہ خدشہ unreasonable خدشہ نہ ہو تو عدالت اگر مناسب خیال کر لے تو اس کی ضمانت قبل از گرفتاری قبول کر لیتی تھی اب ہمارے محترم و فاضل وزیر قانون نے نہ صرف گزشتہ ترمیمی قوانین کے ذریعے بلکہ اس قانون کے ذریعے اس پر مزید پابندیاں کر دی ہیں اور ان پابندیوں کو عائد کرنا ان کے قول کے مطابق اور جیسا کہ انہوں نے کل ارشاد فرمایا کہ جب تک کوئی کیس رجسٹرڈ نہ ہو جائے کوئی مقدمہ درج رجسٹرڈ نہ ہو جائے تب تک اس میں ضمانت کی درخواست نہیں دی جا سکتی اور آج تک اس مسئلے میں مختلف عدالت ہائے عالیہ کا طریقہ کار یہ تھا کہ اگر reasonable apprehension ملزم کے دل میں ہو یا دماغ میں ہو تو عدالت اس کی درخواست پر غور کرنے کیلئے تیار ہوتی تھی لیکن اس سلسلے میں محترم وزیر قانون نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کیس registered نہیں ہو گا تو اسکی ضمانت نہیں ہو سکے گی اگرچہ جب اس کلاز پر بحث ہوگی تو انہیں بتاوں گا کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے اسکا مطلب کیا ہے اور اس صورت میں وزیر قانون کا دعوی پھر بھی یہی ہے کہ ارباب اقتدار ملک کی عدالتوں کے اختیارات محدود نہیں کر رہے ہیں - یہ بات کسطرح درست ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ قول و فعل میں اس قدر تضاد ہے اور یہ انہی کی جرائت ہے کہ محترم وزیر قانون صاحب پھر بھی یہ دعوی کرتے ہیں کہ انہوں نے عدالتوں کے اختیارات کو محدود نہیں کیا بہرحال لوگ عمل سے کسی کو پرکھا کرتے ہیں خالی دعووں سے بات نہیں بنتی تو میں یہ عرض کروں گا کہ جہانتک اس بنیادی بات کا تعلق ہے اور اس امر کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے میں یہ نہیں کہتا اس ملک میں گذشتہ زمانے میں ایسا نہیں ہوا بلکہ ہوتا رہا

[Khawaja Mohammad Safdar]

ہے لیکن بجائے اسکے کہ ہم اپنے افعال کی اصلاح کریں ہم اور زیادہ سے زیادہ اس قعر مزلت میں گر رہے ہیں اور ہم ان قدروں کی پرواہ نہیں کرتے جو دینا میں مسلمہ ہیں اور میں جانتا ہوں اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ گزشتہ حکومتوں کے زمانے میں بھی سیاسی بنیاد پر ذاتی عناد کی بنیاد پر ذاتی کد اور عداوت کی بنیاد پر لوگوں پر جھوٹے مقدمے بنائے جاتے رہے لیکن آج تو حد ہوگئی ہے اور ان حالات کے پیش نظر اگر عوام پر عدالتوں کے دروازے بھی بند کر دئے جائیں اس زمانے کہ ہم عدلیہ اور انتظامیہ کے اختیارات علیحدہ علیحدہ کر رہے ہیں جیسا کہ معترم و فاضل وزیر قانون نے کل ارشاد فرمایا جناب والا ! پھر لوگ یہ تصور کریں گے کہ ہم ایک آزاد ملک کے آزاد شہری ہیں آزاد شہری کیسے تصور کیا جا سکتا ہے جب تک جرم ثابت نہ ہو اس وقت تک ہر فرد کو ہر شخص کو بیگناہ تصور کیا جانا چاہیئے اور میں اس پہلو پر صرف اشارۃ عرض کرونگا تاکہ میرے دوست اس پر زیادہ روشنی ڈال سکیں کیونکہ جہانتک اسلامی فقہ کا تعلق ہے -

ملک محمد اختر : اسلامی فقہ کی بات کر رہے ہیں اسکا بل سے کیا تعلق ہے آپ اس قدر irrelevant ہیں -

خواجہ محمد صفدر : اسلامی فقہ کے نام سے آپ گھبراتے کیوں ہیں -

Mr. Chairman (Pointing to Malik Mohammad Akhtar) : It is not for you to adjudge. You have only to bear him for 5 minutes more.

خواجہ محمد صفدر : تو اسکے متلق میرے دوست اور ساتھی اس پر روشنی ڈالیں گے لیکن جہانتک مجھے معلوم ہے کسی شخص کو اس وقت تک گرفتار نہیں کیا جا سکتا جب تک شہادت مکمل نہ ہو جائے -

Mr. Chairman : This has been repeated hundred times that unless the crime is proved, he should be treated innocent. This has been repeated at least one dozen time.

Khawaja Mohammad Safdar : I am sorry. اب میں اسکے دوسرے حصے پر آتا ہوں

Mr. Chairman : Have you some regard for your time-limit ?

خواجہ محمد صفدر : بالکل پانچ منٹ ہیں -

جناب چیئرمین : چار منٹ ہیں -

خواجہ محمد صفدر : چلو چار رہ گئے -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : ایک منٹ ملک اختر صاحب لے گئے -

جناب چیئرمین : خیر اتنا حق تو انکا ہے -

خواجہ محمد صفدر : میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ عدالتیں بعض خصوصی حالات کے اندر بعض ملزموں کے ایسے مقدموں میں ضمانتیں قبول کر لیتی تھیں

جو مقدمات عدالتوں کے سامنے نہیں ھوتے تھے اور اس سلسلے میں ابھی حال ہی میں جو فیصلے ھوئے ھیں ان میں سب سے اھم فیصلہ میرے نزدیک مسٹر جسٹس مشتاق حسین صاحب کا ھے جو ۱۹۷۴ء میں مقدمہ بعنوان مولانا عبدالستار نیازی VS اسٹیٹ کے سلسلے میں انہوں نے فرمایا ھے وہ فیصلہ بڑا طویل اور بسیط ھے اور وقت آنے پر میں اسکے اقتباسات پیش کرونگا کیونکہ انہوں نے اس بات کو ثابت کیا ھے کہ جب حکومت بد دیانتی سے *mala fide* یا by fraud ملزم کو یہ پتہ نہ چلنے دے کہ اسکے خلاف کون کونسے مقدمات ھیں کتنے ھیں اور کس نوعیت کے ھیں تو وہ کس طرح عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا ھے جبکہ اس کو واقعات کا علم نہ ھو اور انہوں نے خوشی سے اس کا حوالہ دیا ھے کہ مولانا کو یکے بعد دیگرے تین مقدمات میں ماخوذ کیا گیا تھا جبکہ پہلے مقدمے میں ان کو ضمانت پر رہا کیا گیا تو وہ ابھی جیل کے دروازے سے باہر نہیں آئے تھے کہ دوسرے مقدمے میں واپس جیل بھیج دیے گئے اور دوسرے مقدمے میں ضمانت ھوئی تو تیسرے مقدمے میں ان کو جیل کی ڈیوڑھی سے پھر جیل کے اندر بھیج دیا گیا اور اسی طرح مولانا صلاح الدین جو جسارت کراچی کے ایڈیٹر ھیں وہ کراچی کا مشہور کیس ھے اور جہانتک مجھے یاد ھے ان پر یکے بعد دیگرے سات مقدمے بنے تو وہ جب بھی ایک مقدمے میں ضمانت پر رہا ھوئے تو دوسرے میں واپس جیل بھیج دیے گئے اور اگر دوسرے میں ضمانت منظور ھوئی تھی کہ پھر ایک اور مقدمے میں واپس جیل بھیج دیے گئے - ابھی دو منٹ باقی ھے میں گھڑی دیکھ رہا ھوں -

<u>جناب چئیرمین :</u> ڈیرھ منٹ باقی ھے -

<u>خواجہ محمد صفدر :</u> تو اس قسم کے مقدمات میں مسٹر جسٹس مشتاق حسین صاحب کے قول کے مطابق جب حکومت ملزم کو تمام حالات سے مطلع نہ کرے کہ اسکے خلاف کتنے مقدمات ھیں اور ضابطہ فوجداری اس سے بھر پور ھے کہ حکومت جب اپنی ذمہداری پوری نہ کرے تو اسکا یہ مطلب نکالا جا سکتا ھے کہ حکومت بد دیانتی سے، فراڈ سے، مالا فائڈ طریقے سے ملزم کو اندھیرے میں رکھنا چاھتی ھے تاکہ ایک لامتناھی عرصے کیلئے اس کو جیل میں بند کیا جاسکے تو ایسے حالات میں عدالت کو یہ اختیار تھا جو آج نہیں ھے یہ اختیار تھا کہ وہ anticipatory bail کے طور پر ان تمام مقدمات میں جو کسی جگہ پر درج ھوں یا ہائی کورٹ کے احاطہ اختیار کے اندر کسی مقام پر درج ھوں تو وہ ان سب میں ضمانت منظور کرلیتی تھی اور حکومت کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ اگر کسی کو گرفتار کرنا چاھتی ھے تو ان واقعات اور حالات کو عدالت میں پہلے پیش کرے اور پھر عدالت اجازت دے تو ملزم کو گرفتار کرے تو ان حالات میں ھم انصاف کے نام پر اس ملک کے مستقبل کے نام پر یہ توقع کرتے ھیں کہ خدارا اس ملک میں ایسے قوانین جاری کیجئے جو انصاف پر مبنی ھوں - اور جن قوانین کے ذریعے اس ملک کے عوام کے حقوق کی حفاظت کی جا سکے - جن قوانین کے ذریعے اس ملک کی عدلیہ کے اختیارات وسیع سے وسیع تر ھوں - شکریہ -

[Khawaja Mohammad Safdar]

(Many honourable Members stood up to speak)

Mr. Chairman: I think the discussion over this Bill is being prolonged, to me it seems, unnecessarily. If there so many speakers, we must fix a time-limit for the conclusion of this motion on first reading.

خواجہ محمد صفدر : اس سلسلہ میں میں جناب والا ! گذارش کرونگا کہ ابھی صبح اجلاس سے پہلے اشارۃ جناب قائدایوان اور محترم لا منسٹر نے ھم سے بات کی تھی -

Mr. Chairman: I do not know that. That was behind my back.

خواجہ محمد صفدر : آپکے علم میں نہیں ھے، انہوں نے ھمیں ایک تجویز دی ھے، وہ تجویز جو بھی ھے وہ محترم لیڈر آف دی ہاوس صاحب دیر سے تشریف لائے تھے ان سے بات نہیں ھوسکی، آج کے دن میں ھم کوشش کریں گے - کہ محترم لا منسٹر صاحب کی تجویز پر نہ صرف ہمدردانہ غور کیا جائے بلکہ بہت حد تک منظور کرلی جائے، اگر اس میں کوئی خاص رکاوٹ نہ ھوئی، تو مناسب پروگرام بن جائیگا، میں درخواست کرونگا کہ ابھی تک کوئی پروگرام نہیں بن سکا شاید شام تک بن جائے اور شام تک نہ بن سکا تو صبح تک بن جائے گا، ویسے میں ایک بات۔۔۔

جناب چیئرمین : میں منع تو نہیں کرنا چاھتا - کہ لیڈر آف دی ھاوس اور لیڈر آف دی اپوزیشن آپس میں کوئی accord agreement کرلیں لیکن کم سے کم مجھے اطلاع تو ملنی چاھیے -

خواجہ محمد صفدر : جونہی فصیلہ ھوتا ھے آپکو مطلع کر دیا جاتا ھے -

جناب چئیرمین : وہ کیا فیصلہ ھے ؟

ملک محمد اختر : آٹھ بل ھیں ھم چاھتے ھیں - کہ جلدی کرلیں لیکن ۴۵ منٹ جیسے غیر متعلقہ تقریر ھوئی ھے اس کے پیش نظر تو مجھے توقع نہیں۔۔۔۔

Khawaja Mohammad Safdar: I resent these remarks.

جناب چئیرمین : سمجھوتہ کیا تھا ؟

خواجہ محمد صفدر : سمجھوتے کیلئے ایک تجویز لیڈر آف دی ہاوس اور لاء منسٹر صاحب نے دی تھی۔۔۔۔

جناب چیئرمین : آپ پہلے مجھے یہ بتائیں کہ سمجھوتہ کیا ہوا تھا تاکہ ترازو میں تو یہ تولوں کہ وہ سمجھوتے کے خلاف گئے ہیں -

ملک محمد اختر : ابھی سمجھوتہ ہوا نہیں -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : زیر غور ہے -

ملک محمد اختر : اگر سمجھوتہ ہو بھی جائے تو یہ اس قسم کی غیر متعلقہ تقریروں کو چیئرمین کا حق ہے کہ وہ روکیں کیونکہ واقعی یہ کافی غیر متعلقہ اور لمبی بات کی گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں - کہ اسقدر چھوٹے بل پہ اتنی بات نہیں ہونی چاہیئے اور نہیں ہو سکتی -

خواجہ محمد صفدر : اگر وزیر قانون اس ایوان میں اس مضمون کا بل لے آئیں کہ مجھے پھانسی دے دی جائے تو کیا اس پر بات نہیں ہو سکتی ؟

ملک محمد اختر : مکمل طور پر غلط دلائل دئیے گئے ہیں، اب صورت یہ ہے - کہ یہ مہربانی کریں یہ ہمارا سمجھوتہ رولز کو تو over-ride نہیں کرسکتا رولز کے تحت آپ کو اختیار ہے -

جناب چیئرمین : میں عرض کرتا ہوں کہ آپ بھی میرے ساتھ تعاون کریں، میں آدھا آدھا گھنٹہ کمرے میں بیٹھا رہتا ہوں کہ یہاں کورم نہیں ہوتا ہے اسیواسطے ٹائم - غیر متعلقہ باتوں سے اور repetition سے ٹائم waste ہوتا ہے اگر آدھ گھنٹہ کورم نہ ہو تو یہ ٹائم کا ضیاع نہیں ہے ؟
ہاوس کا ٹائم تو بڑا قیمتی ہے، میں فی‌الحال تو یہی کر سکتا ہوں کہ آپ جو سمجھوتہ کریں مجھے اطلاع کریں، فی‌الحال تو یہ کہتا ہوں کہ زیر رول ۱۹۵ فرسٹ ریڈنگ کے لئے ٹائم مقرر ہونا چائیے، میرے خیال میں بارہ بجے تک یہ ختم ہونی چائیے فسٹ ریڈنگ ...

خواجہ محمد صفدر : اس میں تو پچیس منٹ رہ گئے ہیں -

جناب محمد ہاشم غلزئی (قائد حزب اختلاف) : یہ بہت اہم بل ہے -

جناب چیئرمین : اہم ہے، میں بھی سمجھتا ہوں اور آپ سمجھتے ہیں لیکن کوئی چیز ایسی نہیں جو خواجہ صاحب نے چھوڑ دی ہو - آپ کہیئے جو انہوں نے نہیں کہا -

جناب محمد ہاشم غلزئی : آپ ہمارے حق کو محدود کیوں کرتے ہیں کہ ہم بولا نہ کریں -

جناب چیئرمین : میں آپ کے حق کو بند نہیں کرتا میں آپ کے ناحق کو بند کرتا ہوں -

جناب محمد ہاشم غلزئی : اسقدر تو نہ روکیں کہ پانچ بولیں اور اس سے زیادہ نہ بولیں - آپ ہمارے حق کو تو نہ روکیں -

جناب چیئرمین : صرف اپوزیشن کا حق نہیں تمام ممبران کا حق ہے اگر آپ کرتے ہیں تو پھر -

جناب محمد ہاشم غلزئی : ان کا بھی حق ہے ان کو بھی time دیا جائے -

جناب چیئرمین : یہ بھی ان کا حق ہے - کہ ایک چیز کو repeat کرتے ہوئے نہ سنیں -

جناب محمد ہاشم غلزئی : جناب چیئرمین ! جب repetition ہو تو آپ روک سکتے ہیں -

جناب چیئرمین : آپ right کا تو خیال رکھتے ہیں لیکن فرائض بھول جاتے ہیں - میں یہ کہتا ہوں کہ خواجہ صاحب نے اتنی لمبی چوڑی عمیق اور دقیق تقریر کی ہے کہ کوئی چیز رہ نہیں گئی -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : وہ دلائل کے ساتھ کی ہے -

جناب محمد ہاشم غلزئی : یہ انصاف نہ ہو گا -

جناب چیئرمین : میں نے کب آپ کو روکا ہے بولنے سے -

خواجہ محمد صفدر : میں اس بل پر دلائل کے ساتھ دو گھنٹے مزید تقریر کر سکتا ہوں -

جناب چیئرمین : اس واسطے میں نے کہا کہ first reading جس میں جنرل پرنسپل discuss ہو سکتا ہے، اصولوں پر ڈسکشن کے لئے کوئی چیز چھوڑی تو نہیں ہے - پھر بھی کہتا ہوں کہ بارہ بجے تک ختم ہو جائے تو ٹھیک ہے -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : اس سے بہتر یہ ہے - جناب والا ! کہ آپ فرماویں تو ہم نہیں بولیں گے -

Mr. Chairman : What is the sense of the House ?

(Interruptions)

خواجہ محمد صفدر : ساڑھے بارہ کر لیجئے جناب -

Mr. Afzal Khan Khoso : I would like to request that there should be time-limit for each member.

Malik Mohammad Akhtar: Five minutes, Sir.

خواجہ محمد صفدر : کیا بات ہے ؟

جناب چیئرمین : ایک اور چیز بھی ہو سکتی ہے دونوں طرف سے بولنے کی ضرورت بھی نہیں ہے، اگر ادھر سے بولیں گے تو ادھر سے بھی بولیں گے اگر آپ کی طرف سے کوئی بولنا چاہیں تو میں ان کو کیسے منع کر سکتا ہوں میں صرف ایوان سے دریافت کرنے کے لئے کہ یہ ٹھیک ہے کہ فرسٹ ریڈنگ ساڑھے بارہ بجے تک ختم ہو جانے تک ملک اختر صاحب کیا رائے ہے ؟

what is the sence of the House ? Should the first reading be closed by 12 O'clock ?

خواجہ محمد صفدر : اس کے درمیان میں آجائیں سوا بارہ کر لیں -

ملک محمد اختر : پھر فرسٹ ریڈنگ کا جو بقایا ٹائم ہے آدھا ہمیں دے دیں -

خواجہ محمد صفدر : آپ نے تو wind up کرنا ہے -

Mr. Chairman: What is the sense of the House ? Should the first reading be closed at about 12 O'clock.

(Interruptions)

ملک محمد اختر : جناب first reading کو ۱۲ بجے ختم کریں -

(Interruptions)

Mr. Chairman: All right, the sense of the House is that the first reading should close at 12 O'clock. Yes.

آپ فرمائیے -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : نا ممکن ہے -

جناب چیئرمین : لیکن mind that آپ نے مجھے کہا کہ رول کو دیکھئے - رول تو would not tolerate repetition میں تو tolerate کرتا ہوں -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : اگر repetition ہو گی تو آپ کو repetition روکنے کا حق حاصل ہے -

جناب چیئرمین : یہی تو مشکل ہے کہ میں روکوں تو تب بھی !

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : یہ تو جناب اب ۲۲ منٹ رہ گئے ہیں -

جناب چیئرمین : میں تو رول کو follow کرتا ہوں -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : آپ رول میں time-limit کر دیجیئے -

جناب چیئرمین : رول میں ہے کہ sense of the House بارہ بجے ہے -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : ہاوس نے وقت مقرر کر دیا ؟

جناب چیئرمین : ہاں وہ تو ہو گیا -

خواجہ محمد صفدر : رول تو کہتا ہے کہ اگر بحث unduly protracted ہوں تو ٹائم لسٹ مقرر کی جائے، آج یہ بل پیش ہوا ہے اور آدھ گھنٹہ گفتگو ہوئی ہے پھر بحث unduly protracted کسطرح ہو گی ؟

جناب چیئرمین : آپ نے پچاس منٹ سے زیادہ وقت لے لیا -

خواجہ محمد صفدر : ۵۰ منٹ نہیں جناب ! ۴۵ منٹ -

جناب چیئرمین : چلو ۴۵ منٹ وہ اور دس یہ تو پھر یہ ملا کر ۵۵ منٹ ہو گئے - وہ تو میں نے interpretation کرنا ہے -

خواجہ محمد صفدر : کیا unduly protracted کی تعریف میں حالیہ بحث آسکتی ہے ؟ جناب والا !

جناب چیئرمین : وہ تو میں نے interpret کرنا ہے - اچھا اگر میں مان لوں بقول آپکے کہ آپ نے پچاس منٹ لئے ہیں تو اس حساب سے اگر بل کو consider کریں تو یہ تو دس دن میں بھی فیصلہ نہیں ہو سکتا، یہ ۱۳۳ ممبرز ہونگے اور ہر ایک کا حق ہے میں کسی کو روکتا نہیں ہوں - اس واسطے میں نے کہا کہ فرسٹ ریڈنگ بارہ بجے تک ختم کر دیں -

خواجہ محمد صفدر : یہ بحث unduly protracted تو تب ہوگی جب دس دن اس بل پر بحث ہو گھنٹے پون گھنٹے میں بحث unduly protracted کیسے ہو سکتی ہے، آپ قواعد کی جو interpretation کریں وہ judicious ہونی چاہیئے -

جناب چیئرمین : وہ تو میں بھی جانتا ہوں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ what is unduly protracted فرمائیے شہزاد صاحب !

جناب شہزاد گل : جناب والا ! انکی تجویز تھی - کہ ایک خاص مدت میں، یا اتنے دن میں یہ بل نکل جائیں اور ہم نے کہا ....

ملک محمد اختر : جب تک فیصلہ نہ ہو وہ بات نہیں ہو سکتی -

جناب چیئرمین : آپکو میں نے کہا ہے کہ تقریر کریں لیکن آپ اس چیز پر بولنا چاہتے ہیں جسکا وجود بھی نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ سمجھوتہ ہوا نہیں ہے، negotiations تھے، وہ پکا سمجھوتہ نہیں ہوا -

خواجہ محمد صفدر : وزیر قانون نے ایک تجویز پیش کی تھی ہم اس پر غور کریں گے آپس میں صلاح مشورہ کریں گے اور ان کو اطلاع دے دیں گے -

جناب چیئرمین : کب کیا جائے گا ؟ آپ کی طرف سے فیصلہ کوئی ہو -

فرمائیے -

جناب شہزاد گل : جناب والا ! بل کی مخالفت میں میں اپنی چند گزارشات ایوان کی خدمت میں پیش کرنی چاہتا ہوں -

جناب نرگس زمان خان کیانی : پوائنٹ آف آڈر جناب !

جناب چیئرمین : کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ابھی تو اس نے شروع بھی نہیں کیا - آپ کیا کرتے ہیں نرگس کیانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر تب ہوتا ہے جب وہ کوئی ایسی بات کہہ دے جو غلط ہو خلاف رول ہو - ابھی تو اس نے منہ بھی نہیں کھولا تھا -

جناب نرگس زماں خان کیانی : بل کے خلاف جناب انہوں نے ایسے الفاظ نکالے مجھے بھی حق پہنچتا ہے کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں -

جناب چیئرمین : اگر آپ ایسا کریں گے تو میں ان کو زیادہ ٹائم دوں گا ابھی اس نے جناب والا ! کہا اور آپ نے پوائنٹ آف آڈر کہا -

جناب نرگس زمان خان کیانی : جناب والا ! آپ انہیں دو گھنٹے ٹائم دیں لیکن ہمیں بھی حق پہنچتا ہے کہ ہم بات کریں - جس وقت خواجہ صاحب نے اپنی تقرر ختم کی -

Mr. Chairman : This is no point of order. This is no point of order.

چوھدری محمد اسلم : جناب والا ! خواجہ صاحب نے بات ختم کر لی ہے تو اس بل کو آگے چلنا چاہیئے یا تھوڑا ٹائم آپ مقرر کر دیں -

جناب چیئرمین : شہزاد گل صاحب آپ فرمائیے آپ کیا کہتے ہیں ؟

جناب شہزاد گل : جناب والا ! جب برسراقتدار پارٹی حزب اختلاف میں تھی تو اس کے لیڈر عوام کے سامنے اور خصوصاً انتخابات کے دوران اور نعروں کے علاوہ یہ نعرہ بھی لگا رہے تھے کہ اگر ان پر اعتماد کیا گیا اور وہ اقتدار میں آئے تو وہ ملک سے سارے کالے قوانین ختم کر دیں گے لیکن چار سالوں کے دوران جتنے کالے قوانین پاس ہوئے ہیں موجودہ قانون ان سب میں زیادہ سیاہ اور زیادہ بدتر ہے - جناب والا ؟ قانون کے ذریعے عدلیہ کی آزادی سلب کی جا رہی ہے اور انتظامیہ کے ہاتھ عوام کے گلے پر سخت سے سخت تر کئے جا رہے ہیں - جناب والا ! اس بل کے ذریعے جسے یہ تین کلاز کا چھوٹا سا بل کہہ رہے ہیں سب سے پہلے سیکشن ۴۹۱ میں ترمیم کی جا رہی ہے جناب والا ! ۱۸۹۸ء سے لے کر ۱۹۶۲ء تک سیکشن ۴۹۱ میں کوئی ترمیم نہیں ہوئی تھی اگرچہ جناب والا ! سیکشن ۴۹۱ میں Writ of habeas corpus ہے اور عدالتوں نے اپنے اختیارات استعمال کئے ہیں اگرچہ پہلے habeas corpus انڈین قانون میں نہیں تھا اور اس باب کا عنوان جو ہے وہ ہے nature of habeas corpus تو habeas corpus کے اختیارات ہائی کورٹ کو حاصل نہیں تھے لیکن پھر بھی in the nature of habeas corpus کےتحت انڈین ہائی کورٹس نے فیصلے کیے ہیں - اس میں سب سے پہلے امنڈمنٹ ۱۹۶۲ء میں ہوئی اور Security of Pakistan Act, 1952 کے الفاظ اس میں زیادہ کئے گئے لیکن حکمراں پارٹی اب preventive laws کو اس بل کے ذریعے سیکشن ۴۹۱ میں لا رہی ہے تاکہ کسی کی بھی رٹ سیکشن ۴۹۱ کے تحت نہ ہو سکے ہائی کورٹ کے اختیارات کو اس کے ذریعے محدود کیا جا رہا ہے اسی طرح جناب والا ملک میں detention کے ذریعے سیاسی مخالفین جیلوں میں جائیں گے تو ان کو کوئی remedy نہیں ہو گی - دوسرے جناب والا ! سیکشن ۴۹۷ میں ترمیم کی جا رہی ہے اور اس سے وہ الفاظ یعنی

without prejudice to the provision of Section 498 انکو نکلا جا رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح خواجہ صاحب نے حوالہ دیا ہے کہ سیکشن ۴۹۸ کے تحت ہائی کورٹس کے جتنے اختیارات ہیں bail کے تحت جو controversy شروع ہوئی ہے ہائی کورٹس سپریم کورٹ نے ۴۹۸ کے تحت اپنے لئے فیصلے صادر کئے ہیں کہ ۴۹۸ کے تحت سپریم کورٹ کے اختیارات وسیع تر ہیں اور وہ کسی طرح محدود نہیں ہو سکتے - جناب والا ! جناب والا ان تمام فیصلوں کو nullif کر کے ان کے اختیارات کو محدود کیا جا رہا ہے جناب والا !

جناب نرگس زمان خان کیانی : پوائنٹ آف آرڈر -

جناب چیئرمین : پوائنٹ آف آڈر -

جناب نرگس زمان خان کیانی : جناب چیئرمین ! آپ نے پانچ منٹ کا ٹائم مقرر کیا تھا اور یہ پانچ منٹ سے زیادہ بول چکے ھیں -

Mr. Chairman : No, no.

جناب نرگس زمان خان کیانی : آپ کی زبان پر پانچ کا لفظ تھا اور خواجہ صاحب کھڑے ھو گئے - میں تو آپ کے احترام میں بات کرنا چاھتا ھوں - آپ کے حکم کی تعمیل کرنے کے لیے بیٹھے ھیں -

جناب چیئرمین : میں نے کبھی پانچ منٹ نہیں کہا -

جناب نرگس زمان خان کیانی : آپ کی زبان پر پانچ منٹ تھے جب خواجہ صاحب تقریر کر رھے تھے اس کے بعد آپ فرما رھے تھے کہ پانچ منٹ کے لئے ....

جناب چیئرمین : اس کو ذرا سمجھائیے میں تو نہیں سمجھا سکتا - وہ کچھ بول رھے تھے انہوں نے اعتراض کیا - میں نے کہا خواجہ صاحب آپ کو دس منٹ سے زیادہ نہیں دونگا میں نے ان کو کہا کہ آپ کے صرف پانچ منٹ رہ گئے ھیں - میں نے صرف یہ کہا -

جناب نرگس زماں خان کیانی : خواجہ صاحب پون گھنٹہ بولے ھیں اس کے بعد یہاں سے یہ دوست کھڑے ھوئے تو آپ نے فرمایا آپ کی زبان پر پانچ منٹ کی بات تھی -

جناب چیئرمین : میں نے پانچ منٹ تقریروں کے لئے مقرر نہیں کئے میں نے خواجہ صاحب سے کہا کہ پانچ منٹ آپ کے رہ گئے ھیں زیادہ نہیں -

جناب نرگس زماں خان کیانی : جناب چیئرمین ! مقرر تو نہیں کئے لیکن آپ کی زبان پر الفاظ تھے - اب آپ وقت مقرر کر لیں سب کا حق ھے بات کرنے کا -

جناب شہزاد گل : کیانی صاحب آپ نے پانچ منٹ لے لیے -

(*Interruption*)

Mr. Chairman ? Is this the way to argue with the Chair ? Did I say that five minutes time-limit has been fixed ?

Malik Mohammad Akhtar : I apologise, Sir.

Mr. Chairman : Did I never say that five minutes' time-limit has been fixed for speakers ?

ملک محمد اختر : آپ نے بارہ بجے تک کے لئے کہا ھے -

جناب چیئرمین : بارہ بجے کے لئیے کہا ہے لیکن پانچ منٹ کا نہیں کہا - میں نے یہ کہا ہے کہ یہ پہلی خواندگی بارہ بجے تک ختم ہونی چاہیئے اور صفدر صاحب کو یہ کہا کہ آپ کے صرف پانچ منٹ رہ گئے ہیں میں نے کبھی نہیں کہا کہ ہر ایک سپیکر پانچ منٹ بولے - I never said this.

ملک محمد اختر : جناب والا ! کچھ اس طرح ہو جائے کہ یہ لوگ جلد ختم کر دیں پانچ سات منٹ میں - تو ادھر سے بھی کچھ دوست بولنا چاہیں تو بول لیں - میں وائنڈ اپ نہیں کروں گا -

Mr. Chairman: But he should be allowed to end his speech. If there is interruption like that then it is very difficult. Yes, Mr. Shahzad Gul!

جناب شہزاد گل : جناب والا ! ایک نئی دفعہ ۴۹۸ - اے، اب اس بل کے ذریعے ضابطہ فوجداری میں لائی جا رہی ہے تو جناب والا ! میرے خیال کے مطابق ضمانت قبل از گرفتاری سراسر ختم ہو جائے گی جناب والا ! اس میں ایک پوائنٹ یہ رکھا گیا ہے کہ جب تک ملزم عدالت میں حاضر نہ ہو اسوقت تک اسکی ضمانت نہ ہو سکے گی - جناب والا ! یہ مشاہدے میں آیا ہے کہ . . .

Mr. Chairman: You are repeating the same arguments.

جناب شہزاد گل : میری بات مختلف ہے جناب والا ! جب کوئی سیاسی شخص ضمانت قبل از گرفتاری کی درخواست عدالت کے سامنے لے کر جاتا ہے تو عدالت کے سامنے پولیس کھڑی ہو جاتی ہے اور اس کی عدالت تک رسائی نہیں ہو پاتی اس پر کوئی رولنگ آ چکی ہیں اور میں مناسب وقت پر پیش کروں گا - ملزم بیچارہ عدالت تک جا نہیں سکتا - اور بھی عدالتوں نے اس کے بیان حلفی پر ان کی ضمانتیں کی ہیں کہ فلاں محکمہ میں ایسا نہیں ہوا - اب اس کا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے -

Mr. Chairman: But this would not be relevant. What you can discuss now is the principle. You don't discuss the histories of the cases. It is the history of the case that in such and such case the accused was not allowed to go to the court and that in such and such case the accused was not allowed to make representation in a proper manner or to engage a counsel of his own choice. These are not allowed.

Are we discussing the merits of certain cases?

جناب شہزاد گل : جناب والا ! میں یہ کہتا ہوں کہ اب تک جو عدالتوں کا طریقہ کار رہا ہے اس طریقے کار کو اس طرح ختم کیا جا رہا ہے -

جناب چیئرمین : ختم کر رہے ہیں - This is quite obvious.

جناب شہزاد گل : بہت سے کیس ایسے ہوتے ہیں -

جناب چئیرمین : ترمیمی بل کا مطلب ھی کسی چیز کو ختم کرنا ھوتا ھے - یہ تو obvious ھے ابھی خواجہ صاحب نے اتنی لمبی چوڑی تقریر کی ھے کہ ترمیم ھو رھی ھے -

جناب شہزاد گل : ترمیم تو ھے لیکن یہ بالکل نئی سیکشن لا رھے ھیں اور نئی سیکشن کے متعلق کچھ کہنا ضروری ھے کہ نئے سیکشن میں ھم یہ کچھ کر رھے ھیں - جناب والا ! میری گزارش یہ تھی کہ

Firstly, a person is in custody and secondly against whom a case stands registered he will be present.

حالانکہ اور بھی کیس ایسے ھیں - اب جناب والا ! ایک شخص کے خلاف کوئی کیس رجسٹر نہیں ھے

because there is no case registered against him therefore the Court cannot grant any bail.

اسکی وجہ سے یعنی اس کے پیش نظر جب یہ پیش بندی کر دی جائے کہ کوئی شخص بھی رھا نہ ھوسکے -

جناب چئیرمین : اب ان کی باری ھے انہوں نے بھی بولنا ھے ۔

جناب شہزاد گل : بارہ بجے کا آپ نے ٹائم مقرر کر دیا اور دس منٹ تو پوائنٹ آف آرڈر نے لے لئے - ھم کس طرح بولیں گے -

Mr. Chairman: Thank you very much. Yes, Mr. Khoso.

Mr. Afzal Khan Khoso: Mr. Chairman, Sir...

Haji Syed Hussain Shah: I also want to speak.

Mr. Afzal Khan Khoso: I would not mind speaking after Haji Sahib.

Mr. Chairman: I have called upon you to speak.

Mr. Afzal Khan Khoso: Mr. Chairman, Sir, we are in the first reading discussion this amendment Bill. In the first amendment it deals with preventive detention. Sir, I would like to emphasise that there is a vast difference between preventive detention and substantive detention under a criminal act. The very idea of preventive detention is to enable the Government to stop any person from committing subsequent offence. There is a law the Security of Pakistan Act, 1952. It was passed in 1952. There in an addition to it of the law providing for preventive detention. Now, Sir, we are living in a country where 80% of our people are very simple. They can easily be misled and it is proved by history that people have been misled by self seekers. So, Sir, when people are misled by self seekers we have to protect the interests of the

[Mr. Afzal Khan Khoso]

State for the integrity of the country. It is for this very purpose that this particular amendment has been brought to curb the activities of the self seekers and to protect the patriotic. Actually they are self seekers who exploit the masses by misleading them.

Sir, one thing is that I could not understand a senior parliamentarian like Khawaja Safdar when he said about the curtailment of the rights of the courts. I will prove to him that there is no such intention. In this amending act there is no intention to curtail the powers of the court in any manner whatsoever as far as the basic principles are concerned, like the principle of bail before arrest.

Now, Sir, the insertion that is in section 4 of this amending Bill is that a person when he offers for bail, there should be a case registered against him or he must be present in the court or he must be in custody before the courts should decide whether he is entitled to bail under normal laws of the country. But that does not take away the rights of the courts in granting bail before arrest. That right is there but it only lays down certain limits which are very common, I suppose, in every country. These limits are there. There must be a case and without an arrest how can a court pass an order.

Now Senator Shahzad Gul was saying that if there is direct complaint that does not amount to registration of the case. I would like to correct him, Sir. Even direct complaint amounts to registration of the case whether the case is registered before the police or there is a direct complaint before any particular court of the country. It amounts to the same.

Khawaja Mohammad Safdar: Question.

Mir Afzal Khan Khoso: They can go to the court for bail before arrest but there must be some sort of action taken by the authorities like that so that one could go and say bail before arrest. Now from here onwards hundreds and thousands of cases, Sir, that is not relevant. All these allegations, I think are, frivolous and they are not *bona fide*. So, Sir, I was saying that there should be a line drawn between them. When I was talking about amendments regarding another law providing for preventive detention, it is the duty of the State, it is the duty of the Government to see that the integrity of the country is maintained and it is for this purpose that this amendment has been brought so that a person is stopped from committing an offence which threatened the integrity of the country. So, I think this is quite a valid amendment and there is nothing beyond that. There is no effort on the part of the Government to curtail the powers of the judiciary and within their limits they have enjoyed all the powers which were there before this amendment. With this I support the amendment.

Mr. Chairman: Senator Nargis Zaman Kiani.

جناب نرگس زماں خاں کیانی : جناب چیئرمین ! موجودہ بل پر میرے قابل احترام دوست خواجہ محمد صفدر نے تقریباً پونہ گھنٹہ تقریر کی ہے اور تقریر کا آغاز ۱۸۹۸ء سے شروع کیا جبکہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اس سے پیشتر انگلستان سے آئے ہوئے گورے یعنی انگریز ہم پر مسلط تھے اور انہوں نے موجودہ عوامی حکومت کی نسبت بہتر قوانین وضع کئے ۔ اور ان کی تعریف میں پورا پونہ گھنٹہ تقریر کرتے رہے ۔ کاش میرے دوست ۴۵ سال پہلے

۱۸۵۳ء اور ۱۸۵۷ء کا بھی ذکر کرتے - بلکہ انہوں نے ۱۸۹۸ء کا ذکر کیا - ۱۸۹۸ء سے پہلے بھی ۴۵ سال انگریز نے حکومت کی اور اس عرصہ کے دوران جتنے ظلم و ستم کئے اور جن بزرگوں نے اس وقت کے دور میں ملک کی خاطر، ملک کی آزادی کی خاطر اور ملک کے عوام کی آزادی کی خاطر آوازیں بلند کی انگریزوں کے خلاف، انگریزوں نے انہیں کچل دیا - بلکہ ان لوگوں کو جتنے مجھے یاد ہیں - میں گزارش کروں گا کہ بیلنوں میں بیلا گیا اور ان کو گلی میں باندھ کر سزائے موت دی گئی - ۱۸۵۳ء کا واقعہ ہے اور راولپنڈی کا ہی واقعہ ہے ابھی تک ریکارڈ موجود ہے کہ راجہ نادر خان کو باغی قرار دے کر ۱۸۵۳ء میں گرفتاری کے آٹھ دن بعد انہیں باندھ کر سرعام چوراہے پر بیلنے میں بیلا اور سزائے موت دی اور ان کے ساتھ لال محمد خاں کو بھی اس بیلنے میں پیسا گیا اور سزائے موت دی گئی - میں حیران ہوں کہ خواجہ صاحب نے ان لوگوں کا تو ذکر نہیں کیا لیان ۱۸۵۸ء سے شروع ہوئے اور ۴۵ سال میں انگریزوں نے جو جو ظلم و تشدد برقرار رکھا اسے یہ بھول بیٹھے اور اس تین سال ساڑھے سال کی بات کر رہے ہیں - میں گزارش کروں گا کہ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے اپنی تقریر میں دفعہ ۴۹۸ کا ذکر کیا - جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ وہ دفعہ ۴۹۸ کو مجھ سے زیادہ بہتر سمجھتے ہیں کیونکہ وہ قانون داں ہیں - میں تو ان کے شاگردوں سے کی بھی نسبت نہیں رکھتا - لیکن ۴۹۸ میں اگر ایک شادی شدہ عورت کسی دوسرے مرد کے ساتھ چلی جائے -

جناب چیئرمین : اس کا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے یہ دفعہ ۴۹۸ تو ضابطہ فوجداری ہے اس کا ذکر ہے ضمانت سے، اور ۴۹۸ جو ہے وہ پاکستان پینل کوڈ کی ہے -

جناب نرگس زماں خاں کیانی : خواجہ صاحب کو پی پی سی کا ذکر کرنا چاہیئے تھا کہ یہ تعزیرات پاکستان یا تعزیرات ہند ہے -

جناب چیئرمین : آپ کیا کہتے ہیں، آپ کو پتہ بھی نہیں ہے کہ ۴۹۸ کیا بلا ہے ؟

جناب نرگس زماں خاں کیانی : لیکن انہوں نے صرف "دفعہ" کا ذکر کیا ہے - "دفعہ"

جناب چیئرمین : ۴۹۸ کا جو ذکر ضابطہ فوجداری میں ہے وہ ہے صرف حاضر ضمانت کے بارے میں - ۴۹۸ پاکستان پینل کوڈ کے متعلق ہے -

جناب نرگس زماں خاں کیانی : لیکن ان کو اس کے ساتھ یہ بھی لکھنا چاہیئے "ت - پ" "ض - ف" -

جناب چیئرمین : یہ دو (۲) مختلف قوانین ہیں، ضابطہ فوجداری اور تعزیرات پاکستان -

جناب نرگس زماں خاں کیانی : بجا ہے لیکن خواجہ صاحب نے فرمایا نہیں ہے لیکن انہوں نے صرف "دفعہ" کا ذکر کیا ہے "دفعہ" چلو، ٹھیک ہے میں یہ الفاظ واپس لیتا ہوں -

جناب چیئرمین : فرمائیے -

جناب نرگس زماں خاں کیانی : جناب والا ! انہوں نے ایکٹ ۱۹۵۷ء کا بھی ذکر کیا اس کے بعد انہوں نے ایکٹ ۱۹۲۵ء کا اور جو موجودہ بل ۱۹۷۵ء جو آرڈیننس کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس کی پرزور مخالفت کرتے ہیں - جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ میں تو اب بھی مطمئن نہیں ہوں یہ جو موجودہ قانون ہے یہ بھی کمزور بل ہے - ہم تو کوشش کریں گے کہ اگر اس ملک کی خدمت کرنی ہے تو اس سے بھی سخت قوانین نافذ کئے جائیں اور ایسے قوانین نافذ کئے جائیں جو اس ملک کی ترقی کے راستوں میں حائل نہ ہوں اور کوشش کریں ایسے قوانین جو موثر نہ ہوں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کیا جائے تاکہ اس ملک کی بہتر طور پر خدمت ہو سکے اور ملک کے غریب عوام کی خدمت ہو سکے - یہ کیا مذاق ہے کہ رات کو گرفتار اور صبح کو ضمانت - غداری کا کیس ہوتا ہے ایک ہفتہ وہ اندر رہتا ہے اور دوسرے ہفتے وہ باہر آ جاتا ہے میں تو حیران ہوں لیکن میں اس بل کی پرزور الفاظ میں تائید کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

جناب چیئرمین : شکریہ - اب بارہ بجکر دو منٹ ہوئے ہیں - ایوان کا یہ فیصلہ تھا کہ ۱۲ بجے تک فرسٹ ریڈنگ ختم کرنی ہے -

جناب محمد ہاشم غلزئی : سوا بارہ بجے تک ختم کر لیتے ہیں ؟

جناب چیئرمین : سوا بارہ بجے، میں تو یہ ہی کر سکتا ہوں کہ اگر لیڈر آف دی اپوزیشن بولنا چاہیں تو میں ان کو ۱۰ منٹ دے دیتا ہوں -

ملک محمد اختر : ۵ منٹ دے دیجئیے ان کو اور ۵ منٹ مسعود صاحب کو دے دیجئیے - میری جگہ وہ wind up کریں گے -

جناب چیئرمین : آپ فرمائیے، غلزئی صاحب، ۵ منٹ -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جناب چیئرمین ! مجھے بھی بولنا تھا -

جناب چیئرمین : کیا جی ؟

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : میں نے بھی بولنا تھا -

جناب چیئرمین : یا پھر آپ بول سکتے ھیں - اور ۵ منٹ میں دے سکتا ھوں - دیکھیں ایوان کا فیصلہ ۱۲ بجے تک کا تھا - اس کے بعد تو میں ایوان سے درخواست کروں گا کہ میرے ساتھ agree کریں as special case کیونکہ وہ لیڈر آف دی اپوزیشن ھیں -

جناب محمد ہاشم غلزئی : ۵ منٹ جناب -

جناب چیئرمین : جی، ۵ منٹ -

جناب محمد ہاشم غلزئی : جناب چیئرمین ! میں آپ کی توجہ اس بل کے اغراض و مقاصد کی طرف دلانا چاھتا ھوں اور اس مقصد کے لئے دو، تین پوائنٹس پر عرض کروں گا اس کے جو اغراض و مقاصد ھیں ان میں یہ ھے کہ ایک اسپیشل کورٹ قائم کی جاتی ھے جو ایسے مقدمات جو کہ ملک کی سلامتی اور استحکام کے خلاف ھوں ان کو trial کیا جائے -

Sorry, I have prepared another point, but this is another Bill.

جناب چیئرمین : چلو، یس مسعود احمد خان -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : میں بھی کھڑا ھوا تھا -

جناب چیئرمین : کیا جی ؟

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : میں تو کئی مرتبہ کھڑا ھوا ھوں، آپ نے آج توجہ ہی نہیں فرمائی -

جناب چیئرمین : نہیں، نہیں، فیصلہ یہ ھوا تھا -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : خصوصیت کے ساتھ، آج بہرحال ...

جناب چیئرمین : میں مولانا صاحب عرض کروں کہ بارہ بجے تک کا فیصلہ ھوا تھا ایوان سے میں نے درخواست کی اور لیڈر آف دی اپوزیشن کا ھم احترام کرتے ھیں کہ اگر وہ کچھ کہنا چاھتے ھیں تو ۵ منٹ میں کہہ لیں -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جناب والا ! دیکھیئے یہ اتنا ظالمانہ قانون آ رہا ھے آپ اس پر اپوزیشن کو بولنے دیں -

جناب چیئرمین : ظالمانہ قانون کا مطلب نہیں ھے ھم نے جب ایک دفعہ فیصلہ کر لیا ھے بس ٹھیک ھے اور یہ دونوں جانب کا فیصلہ ھے -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : فیصلہ تو ووٹوں پر ھوگا آپ ھمیں کچھ نہ کچھ بولنے کی اجازت دیں -

جناب چیئرمین : امنڈمنٹس بھی آ رہی ہیں، ان پر آپ دل کی بھڑاس نکال سکتے ہیں -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : فرسٹ ریڈنگ میں دل کی بھڑاس اچھی نکلتی ہے -

جناب چیئرمین : میں تو افسوس ہی کر سکتا ہوں، yes مسعود صاحب -

جناب مسعود احمد خان : جناب والا ! میں اپنے دلائل خواجہ صاحب اور شہزاد گل کے استدلال کے جواب میں پیش کرنا چاھتا ہوں - انہوں نے یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اس بل سے عام شہری آزادی سلب کی جا رہی ہے اور یہ کالا قانون ہے جو اس سیشن میں پہلی دفعہ پیش کیا ہے یہ امنڈمنٹ چوتھی ترمیم جو آئین میں کی گئی ہے اسکی روشنی میں Procedure law کی جا رہی ہے - اس میں سب سے پہلے habeas corpus petition جو کہ ۴۹۱ - ض - ف کے تحت govern ہوتی ہے اس میں پورا کا پورا جو سیکشن ہے اسکو retain کیا گیا ہے -

جناب والا ! اسکی کلاز "بی" جو ہے اس میں یوں الفاظ درج ہیں کہ عدالت عالیہ اگر یہ سمجھتی ہے کہ کسی شخص کو بلا جواز detain کیا گیا ہے، تو اسکی liberty کے متعلق احکامات جاری کریگی - اب جناب والا ! اس میں درج کیا گیا ہے - درج صرف وہی بات کی گئی ہے کہ وہ اشخاص جو preventive detention law کے تحت گرفتار کئے گئے ہوں گے تو انکی liberty کے متعلق آرڈر کئے جا سکیں گے - اس سے ۱۹۹ کی جو آرٹیکل ہے اس میں کچھ اس قسم کے الفاظ درج ہیں جن کو میں یہاں quote کرنا مناسب سمجھوں گا - جناب چیئرمین ! اسکے علاوہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ۴۹۸ کا جو provisot ہے اسمیں یہ الفاظ رکھے گئے ہیں کہ ۴۹۸ proviso کے بعد ۴۹۸ without prejudice to the provision کہ ۴۹۸ proviso اس میں رکھا نہ جائے اور جو ۴۹۸ proviso آ رہا ہے اسمیں درج کہاں کیا جا رہا ہے وہ تو نہیں پڑھا اور ۴۹۸ آرٹیکل میں الفاظ کیا درج کئے جا رہے ہیں بالکل اسی قسم کے الفاظ ہیں جو ہم نے Fourth amendmen کے تحت اسمیں لکھے ہیں اس کو میں پڑھے دیتا ہوں bail اسوقت تک نہیں ہوگی - جب تک کسی ملزم کے خلاف کیس رجسٹر نہ ہوا ہو اور وہ ustody میں ہو اور اگر عدالت میں نہ آئے تو جناب قانون پہلے سے ہی موجود ہے اور ایسا کوئی شخص جو لندن میں بیٹھا ہو اور اسکی ضمانت عدالت میں ہو جائے کوئی ایسا شخص جس کے خلاف کوئی کیس نہ ہو اور اس کی ضمانت ہو جائے اب omni bus بل This is the practice of some of the High Court but there is no law to this effect میں خود جانتا ہوں کیونکہ میں خود وکیل ہوں اور چونکہ خواجہ صاحب نے بحث کی ہے کہ اسمیں apprehension کے لفظ سے bail نہیں ہوا کرتی ضمانت تب ہوتی ہے جبکہ اس شخص کے خلاف ایسا مواد ہو جسکی بناء پر اسے گرفتار کیا جا سکتا ہو اور کیس رجسٹرڈ ہو گیا

ھو یہ preventive detention law کی مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آئین کا حصہ بننے کے بعد procedural law کا حصہ کیوں نہیں بن سکتا ہے اگلا قانون بھی اسی سلسلے میں آ رہا ہے وہ بھی آئین کی ترمیم کو سامنے رکھکر لایا گیا ہے تو ان دلائل کے ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قانون کو سامنے رکھنے کے بعد اگر اس قسم کی ترمیم آتی ہے کہ اس سے عدالتوں کے اختیارات سلب ہوتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اختیارات کسی عدالت کے سلب نہیں ہوتے وہ موجود ہیں اور وہی liberty ہے کسی کے خلاف اسمیں قدغن نہیں ہے شکریہ ۔

ملک محمد اختر : میرے دوستوں نے کافی اچھی طرح wind up کر دیا ہے ۔

Mr. Chairman : The question before the House is :

That the Bill further to amend the Code of Criminal Procedure, 1895 [The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 1976], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : The motion is adopted.

Now we start clause by clause reading—second reading.

Malik Mohammad Akhtar : Sir, the amendments should be moved.

Mr. Chairman : O'Yes. There are amendments. The amendment to clause 2 is by Khawaja Sahib.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! پہلی امنڈمنٹ کی غرض و غایت چونکہ کلاز نمبر ۲ کی مخالفت ہے اس لئے وہ پڑھے بغیر میں اس کلاز کی مخالفت کیلئے کھڑا ہوا ہوں ۔

Mr. Chairman : The amendment is to the entire clause ?

Khawaja Mohammad Safdar : Yes, the entire clause. Sir my amendment No. 1 to clause 2 is that, this clause be omitted.

جناب والا ! کلاز نمبر ۲ کے الفاظ یہ ہیں ۔

"In the Code of Criminal Procedure, 1898 (Act V of 1898) hereinafter referred to as the Code, in section 491, in sub-section (3), after the words, comma and figure "Security of Pakistan Act 1952" at the end the comma and words "or any other law providing for preventive detention" be added."

جناب والا ! اسکی غرض و غایت یہ ہے کہ ضابطہ فوجداری کے سیکشن ۴۹۱ کے تحت عدالت عالیہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر کوئی شخص کسی جرم میں ماخوذ نہ ہو اور اسکو اگر بلا اختیار گرفتار کیا جائے یا محبوس کیا جائے تو عدالت عالیہ اسکو طلب کر کے اسکے حالات کا جائزہ لے سکتی ہے اسمیں اس سے پیشتر چند قوانین کو مستثنی قرار دیا گیا تھا اور وہ قوانین بنگال ریگولیشن ہے ۔

(اس مرحلے پر جناب صدارت کنندہ آفیسر جناب احمد وحید اختر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

خواجہ محمد صفدر : ۱۹۶۲ء کا دور جسکو موجودہ ارباب اقتدار فاشزم کا دور کہتے ہیں کہ وہ ڈکٹیٹر شپ کا دور تھا تو اس دور میں ضابطہ فوجداری کے اس سیکشن میں ایک قانون کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی پاکستان سیکورٹی ایکٹ مجریہ ۱۹۵۲ء اب موجودہ ارباب اقتدار اس فاشزم کے دور سے بھی کئی قدم آگے جاکر یہ فرماتے ہیں کہ اس ترمیم کے ذریعے ہر وہ قانون جو امتناعی نظر بندی کے متعلق ہوگا اس میں اگر کوئی شخص گرفتار ہو محبوس ہو تو اس کو ہائیکورٹ دفعہ ۴۹۱ ضابطہ فوجداری کے تحت اپنے روبرو طلب نہیں کر سکتی جناب والا ! میں اس کی مخالفت اس غرض سے کر رہا ہوں کہ بنیادی بات یہ ہے کہ اس اضافے سے اس ترمیم سے ہائیکورٹ کے اختیارات کو محدود کیا جا رہا ہے اگر اس بل کے حق میں میرے فاضل دوست جو میری بائیں طرف بیٹھے ہیں کوئی معقول دلیل بھی پیش کریں تو اس پر دوبارہ غور کیا جا سکتا ہے - لیکن میں اپنی فکر کے مطابق اپنی عقل کے مطابق یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ اس بل کے ذریعے ان قوانین میں سے جو دفعہ ۴۹۱ کی مستثنیات ہیں میں اضافہ ہو رہا ہے اور جو اختیارات ہائیکورٹ کو ۴۹۱ کے سب سیکشن تین کے تحت ہیں ان میں کمی ہو جائیگی اور مستثنیات کی حدود بڑھ جائیں گی اور ہائیکورٹ کے اختیارات کی حد سکڑ جائیگی جناب والا ! محترم سنیٹر مسعود احمد خان صاحب نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس سے نہ عوام کے حقوق پر زد پڑتی ہے اور نہ عدالتوں کے اختیارات پر زد پڑتی ہے یہ انکی رائے ہے میں انہیں مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اپنی رائے تبدیل کریں لیکن مزید کئی ایک قوانین کو مستثنی کر دیا جائیگا تو دفعہ ۴۹۱ کے تحت ہائیکورٹ کو جو اختیارات آج حاصل ہیں ظاہر ہے وہ اختیارات کم ہوں گے ان میں اضافہ نہیں ہوگا - جناب والا ! میں آپکی خدمت میں صرف اتنا عرض کرونگا کہ دفعہ ۴۹۱ کے اختیارات ہائیکورٹ ان حالات میں صرف استعمال کرتی ہے جب انتظامیہ خلاف قانونی طور پر اختیارات کسی شخص کی آزادی سلب کرے اور اگر اس نے کسی قانون کے تحت کسی کی آزادی سلب کی ہو یا کسی کو قید کیا گیا ہو اور ان اختیارات کے ماتحت کیا گیا ہو جو کسی قانون کے تحت انتظامیہ کے کسی فرد کو حاصل ہیں تو ہائیکورٹ اس میں interfere نہیں کر سکتی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ۴۹۱ کے تحت یہ ترمیم جو اس ایوان میں پیش کی گئی ہے اس کو حذف ہونا چاہیئے کیونکہ اس سے عدالتوں کے اختیارات متاثر ہوں گے -

ملک محمد اختر : جناب چیئرمین ! صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہنا چاہیئے، مجھے پتہ تھا - کہ انکی تقریر کافی غیر متعلقہ اور غلط مواد پر مشتمل ہے لیکن میں نے انکی اس پچاس منٹ کی تقریر کا جواب دینا مزید اس ایوان کا وقت ضائع کرنے کے مترادف سمجھا اور جواب نہیں دیا اور میں خوش ہوں کہ وہ یہ مان گئے ہیں کہ preventive detention میں اس سے قبل ضمانت نہیں ہو سکتی تھی اور اب بھی نہیں ہو سکتی -

خواجہ محمد صفدر : پہلے بھی آپکی غلط بات تھی اور اب بھی غلط کر رہے ہیں پہلے بھی اسکا ضمانت سے تعلق نہیں تھا اور اب بھی ۴۹۱ کا تعلق ضمانت سے نہیں ہے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : آپ اپنی بات کہہ چکے ہیں اب انہیں کرنے دیں -

ملک محمد اختر : میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اور ایک بار پھر دہراتا ہوں کہ judiciary اور exactive کے الجماو کو علیحدہ کرنے کے لئے اس دفعہ کی وضاحت کی ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا کوئی اختیارات سلب نہیں کئے گئے -

Mr. Presiding Officer: The question before the House is:

"That Clause 2 of the Bill be omitted".

(The motion was negatived)

Mr. Presiding Officer: The amendment is dropped. Next amendment No. 2, Khawaja Mohammad Safdar.

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, I beg to move:

"That Clause 2 of the Bill be substituted by the following:—

'2. Amendment of sec. 491, (Act V of 1898).—In the Code of Criminal Procedure, 1898, (Act V of 1898) hereinafter referred to as the Code, in Section 491, sub-section (3) be omitted'."

Mr. Presiding Officer: The amendment moved is:

"That Clause 2 of the Bill be substituted by the following:—

'2. Amendment of sec. 491, (Act V of 1898).—In the Code of Criminal Procedure, 1898, (Act V of 1898) hereinafter referred to as the Code, in Section 491, sub-section (3) be omitted."

Malik Mohammad Akhtar: Opposed.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! اب یہ مسئلہ تو شاید میری قدرت سے باہر ہے جب لاء منسٹر صاحب یہ کہیں کہ ۴۹۱ کا تعلق ضمانت سے ہے تو اسکے جواب میں میں کیا عرض کر سکتا ہوں، بار بار اپنی پہلی تقریر میں بھی انہوں نے ارشاد فرمایا کہ دفعہ ۴۹۱ ضمانت سے متعلق ہے اور اب بھی دہرایا ہے، ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۱ habeas corpus کے متعلق ہے اس میں ضمانت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بہتر ہوگا اگر محترم وزیر قانون صاحب ضابطہ فوجداری کے اس سیکشن کا مطالعہ فرما لیں - جناب والا ! میں نے اس ترمیم کے ذریعے سے یہ تجویز کی ہے کہ سب سیکشن تین، سیکشن ۴۹۱ کو حذف کر دیا جائے، اسکی وجوہات کیا ہیں، جناب والا ! یہ تاثر جو کہ میرے بائیں جانب بیٹھے ہوئے دوست لئے بیٹھے ہیں کہ دفعہ ۴۹۱ کی petition کے تحت کسی شخص کو جو کہ کسی امتناعی قانون، حکم نظر بندی کے قانون میں ماخوذ ہو، اسکو عدالت چھوڑ سکتی ہے، یہ غلط ہے درست نہیں ہے بلکہ یہ اس کے الفاظ کو ملاحظہ فرمائیں دفعہ ۴۹۱ میں بار بار ضابطہ فوجداری کا نام اس لئے لے رہا ہوں کہ میرے دوست نرگس زمان خان

[Khawaja Mohammad Safdar]

کیانی صاحب پھر اس دوسری طرف نہ چلے جائیں، اس بل کی relevant کلاز یہ ہے سب کلاز one کلاز (بی) or پیرا (بی)

"That a person illegally or improperly detained in public or private custody within such limits be set at liberty."

یہ ہے crux اس کا، اس کا مطلب یہ ہے - کہ جس شخص کو بلا امتیاز خلاف قانون قید کیا گیا ہو اس کے متعلق عدالت حکم دے سکتی ہے کہ اس کو چھوڑ دیا جائے اور کسی شخص کے متعلق یہ حکم نہیں دے سکتی اور ضمانت کا اس کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے اگر ایک شخص کو انتظامیہ فرض کیجئے Maintenance of Public Order Ordinance کی ان دفعات کے تحت جس میں نظر بندی کے اختیارات دئے گئے ہیں، انتظامیہ، ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت کسی شخص کو نظر بند کر دیتی ہے - اس کے متعلق اس کے وکیل صاحب غیر درست طور پر غلطی سے ۴۹۱ کے تحت petition داخل کر دیتے ہیں تو عدالت کے سامنے ایڈوکیٹ جنرل صاحب، حکومت کے نمائندے، قانونی مشیر پیش ہونگے تو یہ بتائیں گے کہ جناب بندہ نواز! پنجاب گورنمنٹ کو یہ اختیار ہے کہ ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت اس شخص کی activities کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو کہ ملکی سالمیت کے منافی ہے یا عام جو نظم و نسق کے منافی ہے اس کو نظر بند کر دیا گیا ہے، ہائیکورٹ بالکل فوراً ہی اس petition سے ہاتھ اٹھائے گی -

ملک محمد اختر : پوائنٹ آف آرڈر سر! یہ جو کچھ اپنی پہلی ترامیم پہ کہہ چکے ہیں وہی بار بار دہرا رہے ہیں تو کم از کم اگر میں نے اعتراض نہیں کیا تو دلائل کو repeat تو نہ کریں، آپ ٹیپ ریکارڈ چلا کر دیکھ لیں یہ وہی باتیں بار بار کر رہے ہیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب! آپ بڑی تفصیل سے پہلے گفتگو فرما چکے ہیں، اب اگر کچھ مختصر کرتے تو ...

ملک محمد اختر : ہم بھی سمجھتے ہیں -

خواجہ محمد صفدر : آپ واقعی بہت سمجھتے ہیں، دفعہ ۴۹۱ کو ضمانت سے متعلق تصور کرتے ہیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب! آپ پہلی خواندگی میں تفصیل سے بات کر چکے ہیں -

خواجہ محمد صفدر : نہیں جناب والا! میرے دوستوں کو وقت بھی نہیں ملا -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : میں آپکی حد تک بات کر رہا ہوں، دوستوں کا تو ذکر ہی نہیں کیا -

خواجہ محمد صفدر : اگر وقت مقرر کرتے تو پھر ہم دیکھتے اگر آپ ہیں کٹ کرتے ہیں تو پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیں کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : اس میں کک کرنے کی بات نہیں، میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ ...

ملک محمد اختر : ہم کافی مضبوطی سے رویہ اختیار کرنا جانتے ہیں -

خواجہ محمد صفدر : میں جانتا ہوں، آپ بہت مضبوط ہیں -

ملک محمد اختر : آپ نہ سمجھیں، ہم آپکو ویٹو کرنے کا حق نہیں دیں گے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب ! آپ تو بڑے پرانے پارلیمنٹرین ہیں، اگر اس طرح سے بات شروع ہو گئی تو میرے خیال میں پہلے تو ایسی روائت ہے نہیں - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ پہلے تفصیل سے پہلی خواندگی میں گفتگو فرما چکے ہیں اب اگر اس ترمیم کے متعلق اگر آپ گفتگو محدود فرما سکیں تو میرے خیال میں آسان ہو جائے گا -

خواجہ محمد صفدر : میں یقیناً آپ کے آرڈر کی تعمیل کروں گا میں نے ہمیشہ اس کرسی کا احترام کیا ہے اور آئندہ بھی کروں گا انشاء اللہ لیکن صرف یہ خیال رکھیئے کہ یہ متنازعہ فیہ بل ہے، جسے بار بار ہم کالا قانون کہہ چکے ہیں، اسلئے ہمیں موقع دیا جائے تاکہ ہم اپنے اس دعوے کو ثابت کر سکیں کہ یہ کالا قانون ہے، یہ ہماری رائے ہے اور ان کی اپنی رائے ہو سکتی ہے تو جناب والا ! میں نہایت ہی ادب سے جناب وزیر قانون صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس قانون کی اگر دفعہ ۴۹۱ سے ذیلی دفعہ تین نکال دی جائے، میری ترمیم یہی ہے کہ سب سیکشن نکال دی جائے حذف کر دی جائے جس میں وہ تمام مستثنیات درج ہیں جو انگریزوں کے زمانے میں بھی تھیں اور صدر ایوب کے زمانے میں بھی تھیں اور اس حکومت کے دور میں بھی ہیں، اگر انکو نکال دیا جائے تو پھر بھی قانون کی ماہیت، قانون کی شکل میں اور عدالتوں کے اختیارات میں نہ اضافہ ہوگا اور نہ کمی ہوگی، میرے پوائنٹ کو سمجھنے کی کوشش کی جائے، میں نے اس وقت تک ایک لفظ بھی اس کے متعلق نہیں کہا، میرا پوائنٹ یہ ہے کہ اگر وہ استثنا جو اس میں داخل کی گئی ہیں دو انگریزوں کے زمانے میں تھیں - ایک صدر ایوب کے زمانے میں مزید شامل کی گئی اور ایک اب وزیر قانون blanket شامل کر رہے ہیں ہر قسم کے امتناعی قانون کو مستثنی قرار دیا جا رہا ہے، اگر ایسا نہ کیا جائے تو پھر بھی عدالتوں کے پاس وہی اختیارات رہینگے جو کہ اس سے پہلے تھے جب ایک درخواست زیر دفعہ ۴۹۱ کسی آدمی کی جانب سے دائر ہوگی تو عدالت یقیناً نوٹس جاری کرے گی، ایڈوکیٹ جنرل کو، حکومت کے نمائندے کو وہ اگر آ کر ان کی تسلی کر دے گا یہ شخص امتناعی حکم کے تحت گرفتار ہے تو عدالت اس میں مداخلت نہیں کر سکتی، میں یہ کہہ رہا تھا کہ

[Khawaja Mohammad Safdar]

اس قانون میں ترامیم اس طور پر ہونی چاہیئے کہ دفعہ ۴۹۱ کی ذیل دفعہ (۳) غیر ضروری ہے یہ سب سیکشن تین غیر ضروری ہے، جو ترمیم انہوں نے سب سیکشن میں کی ہے وہ اس سے بھی زیادہ غیر ضروری ہے یہ ہی میں عرض کر رہا تھا -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : ٹھیک ہو گیا، اگر یہی بات پہلے کر دیتے تو ٹھیک ہوتا اتنی ساری بات کر کے بھی یہی کہنا تھا . . .

ملک محمد اختر : میں ایک لمحے میں انکا جواب دینا چاہتا ہوں - میں نے ان سے اتفاق کیا ہے کہ ہم نے عدالتوں کے اختیارات کو محدود نہیں کیا - لیکن اس کی وجہ کیوں پیش آئی، اش امینڈڈ کلاز کی اس لئے، کہ بعض حالات میں انتظامیہ اور عدلیہ میں یہ تصادم ہو جاتا تھا اسلئے ہم نے وضاحت کر دی ہے -

Mr. Presiding Officer: The question before the House is:

"That the amendment moved by Khawaja Mohammad Safdar be adopted."

(The motion was negatived)

Mr. Presiding Officer: The amendment is dropped.

Next amendment is by Mr. Shahzad Gul. It is 2A.

Malik Mohammad Akhtar: That is the same, Sir.

Mr. Shahzad Gul: It is not the same. Sir, I beg to move:

"That Clause 2 of the Bill be substituted by the following namely:—

'2. Amendment of section 491, Act IV of 1898.—In the Code of Criminal Procedure, 1898 (Act V of 1898), hereinafter referred to as the code, in section 491, in sub-section (3), after the words comma and figures "the State Prisoners Act, 1858, (Act II of 1858)" a full stop be substituted instead of comma and the subsequent words be deleted'."

Mr. Presiding Officer: The amendment moved is:

"That Clause 2 of the Bill be substituted by the following namely:—

'2. Amendment of section 491, Act IV of 1898.—In the Code of Criminal Procedure, 1898 (Act V of 1898), hereinafter referred to as the code, in section 491, in sub-section (3), after the words comma and figures "the State Prisoners Act, 1858, (Act II of 1858)" a full stop be substituted instead of comma and the subsequent words be deleted'."

جناب شہزاد گل : جناب والا ! میری موجودہ ترمیم خواجہ صاحب کی ترمیم سے کچھ مختلف ہے - خواجہ صاحب نے ساری کی ساری سب سیکشن تین کو حذف کرنے کے لئے ترمیم پیش کی تھی - میں نے جو ترمیم پیش کی ہے اس میں سب سیکشن تین ہی رہے گا لیکن سب سیکشن تین میں ایک جملے کو حذف کرنے کی استدعا کی ہے اور وہ یہ ہے کہ سیکورٹی آف پاکستان ایکٹ ۱۹۵۲ء اور مزید الفاظ جو یہ شامل کر رہے ہیں - ان کو بھی حذف کرنے

کی استدعا کی ہے - جناب والا ! جس طرح کہ ابھی ابھی خواجہ صاحب کے دلائل کے جواب میں محترم وزیر صاحب نے فرمایا کہ اس طرح کچھ عدلیہ اور انتظامیہ کے اختیارات کا جھگڑا چل رہا تھا ابھی ابھی انہوں نے فرمایا ہے - اس وجہ سے یہ ترمیم ضروری ہو گئی ہے - جس طرح کے مسعود صاحب نے فرمایا تھا کہ آئین میں ترمیم ہو چکی ہے لہذا ہم اس بل کو آئین کے مطابق لانے کے لئے ترمیم کر رہے ہیں - جب وہ موجود ہے تو پھر اس ترمیم کی کیا ضرورت تھی - پہلی تو یہ بات - لیکن ان ساری باتوں کے باوجود عدلیہ جو ہے وہ اپنے اختیارات کو اپنے پاس رکھنے کے لئے کوشش کر رہی ہے اور ایک رولنگ جناب والا ! میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں - صفحہ ۳۰۵ پر رپورٹ ہوئی ہے - اس میں جناب والا ! یہ ہے کہ

> *Writ of habeas Corpus* : An application of Section 491 to preventive detention even if barred under any law, detenu notwithstanding such bar held can go to High Court and show that such Act was not applicable to him or that he was not detained thereunder. *Mala-fide* exercise of powers by executive in depriving a citizen of his liberty can be gone into even if executive shows arrest having been made under Defence Rules.

تو یہ ہے کہ یہاں پر بھی چونکہ عدالتیں اپنے اختیارات کو اپنے پاس رکھنے کی کوشش کر رہی ہے - ان کو محدود کرنے کے لئے واضع الفاظ سیکشن میں موجود ہیں - لہذا یہ ترمیم جو کی جا رہی ہے وہ اس کے خلاف ہے ہم کہتے ہیں کہ چلو عدالتوں کے اپنے اختیارات جو ہیں وہ جوڈیشلی استعمال کرتے ہیں - یعنی کسی طرح آربٹلری اپنے اختیارات استعمال نہیں کئے ہیں - اگر کسی کیس میں رٹ منظور ہو چکی ہے تو پریوینٹو لاز میں بھی ان کو یہ اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے اختیارات کو استعمال کریں اور وہ رٹ منظور کریں اس وجہ سے یہ سیکورٹی آف پاکستان ایکٹ ۱۹۶۲ء میں ترمیم کی گئی ہے اس کو بھی حذف کیا جائے - ۱۸(۱۸) کے سابقہ قوانین کو رہنے دیا جائے - کیونکہ وہ اتنے خطرناک نہیں تھے جس طرح کہ یہ پریوینٹو لاز ہیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : ملک صاحب آپ نے کچھ فرمانا ہے -

ملک محمد اختر : میں کہہ چکا ہوں -

Mr. Presiding Officer : Now, the question before the House is :

"That the amendment moved by Mr. Shahzad Gul be adopted".

(*The motion was adopted*)

Mr. Presiding Officer : The amendment is dropped.

The question before the House is :

"That Clause 2 stands part of the Bill".

(*The motion was adopted*)

Mr. Presiding Officer : Clause 2 stands part of the Bill. Now, Clause 3, Khawaja Mohammad Safdar !

[Mr. Presiding Officer]

کلاز تین خواجہ محمد صفدر - ڈیلیشن کے لئے ہے خواجہ صاحب -

خواجہ محمد صفدر : جی ہاں میں پش تو نہیں کروں گا - جناب والا ! کلاز تین، مسودہ قانون زیر بحث کا مطلب یہ ہے کہ دفعہ ۴۹۷(۱) کے دوسرے پروواِئیزو میں جو یہ الفاظ ابتداء میں درج ہیں کہ without prejudice to section 497 ان کو حذف کر دیا جائے - جناب والا ! پہلی خواندگی میں، میں نے اسکے متعلق اشارتاً بات کی تھی اور جناب چیئرمین نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ اس کی تفصیل کو دوسری خواندگی کے دوران زیر بحث لایا جائے - پہلی خواندگی میں صرف اشارہ کافی ہے - تو اس لئے میں اس پر ذرا تفصیل سے بات کرنی چاہوں گا - جناب والا ! میں نے اشارتاً یہ عرض کیا تھا کہ برصغیر کی مختلف عدالتوں میں اس موضوع پر اختلاف تھا کہ آیا ۴۹۷ میں جو شرائط درج ہیں اور وہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۸ میں بھی پڑھی جائیں اور وہ شرائط آپ دیکھتے ہی ہیں - جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ سب سے پہلے اس اختلاف کو اس رولنگ کے ذریعہ جس کا میں نے پہلی خواندگی کے دوران حوالہ دیا تھا دور کیا گیا اگرچہ اس حصے کا نہیں دیا تھا اور وہ الفاظ یہ ہیں کہ سیکشن ۴۹۸ کے تحت ہائی کورٹ کے لئے لامحدود کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں unfettered powers

It is page 356, AIR 1931:

> "The High Court's power of granting bail is conferred on it by Section 498 and is entirely unfettered by any conditions".

اس کے بعد اسی بنیاد پر ملک کی ہائی کورٹس کام کرتی رہیں کہ سیکشن ۴۹۸ بالکل ایک آزاد سیکشن ہے اور عدلیہ کو مکمل اختیارات حاصل ہیں - بغیر کسی پابندی کے بغیر کسی حدود و قیود کے، کہ وہ کسی شخص کی ضمانت لے سکتی ہے تا آنکہ ۱۹۶۶ء میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے محمد یعقوب کے کیس میں اکثریت کے ساتھ یہ فیصلہ کیا - تین جج صاحبان اس حق میں تھے اور دو جج صاحبان نے اختلاف کیا - کہ نہیں بلکہ قانون کی منشاء یہ ہے کہ جو شرائط اور جو قیود سیکشن ۴۹۷ ضابطہ فوجداری میں ہیں ان کا اطلاق سیکشن ۴۹۸ پر بھی ہوتا ہے اور وہ قیود یہ ہیں کہ اگر کسی جرم کی سزا موت ہو یا عمر قید ہو یا جو حال ہی میں پچھلے سال ترمیم کی گئی ہے - اگر اس جرم کی سزا دس سال قید ہو تو ان شرائط کی پابندی بھی ہائی کورٹ کو کرنا پڑے گی جن فاضل جج صاحبان نے اس میجارٹی رولنگ سے اختلاف کیا ان میں ایک مسٹر جسٹس حمودالرحمن سابقہ چیف جسٹس تھے اور ایک مسٹر جسٹس یعقوب علی چوہدری موجودہ چیف جسٹس آف پاکستان ہیں حال ہی میں ۱۹۷۲ء میں یہ مسئلہ پھر سپریم کورٹ کے زیر غور آیا اور ایک فل بینچ نے عبدالرشید versus سٹیٹ پی ایل ڈی سپریم کورٹ ۱۹۷۲ صفحہ ۲۹۵ - اس میں تین جج صاحبان تھے مسٹر سجاد احمد جان، مسٹر وحیدالدین، مسٹر صلاح الدین - تو انہوں نے اس میں یہ ہولڈ کیا کہ مائنارٹی کا نکتہ نظر یعنی مسٹر جسٹس حمودالرحمن اور مسٹر یعقوب علی چوہدری کا ویو

۱۹۶۶ء کے کیس میں درست تھا - لہذا اس پر ایک اور full bench بننا چاہیئے جہاں تک میری معلومات ہیں اس میں فیصلہ کرنے کی ضرورت اس لئے نہ پڑی کہ خوش قسمتی سے یا یوں کہیئے کہ حکومت سے غلطی سے ایک اچھا کام ہو گیا وہ اچھا کام کیا تھا وہ یہ تھا کہ انہوں نے ۱۹۷۳ء میں ایک ترمیم اسی سیکشن ۴۹۷ میں کر دی اور اس میں سیکنڈ پراویژو کا اضافہ کر دیا اور اس کے الفاظ یہ ہیں :

'provided further that without prejudice to the provision of section 498, a person accused of offences aforesaid shall not be released on bail unless...'

Why he should not be so released?

اب انکی نیت تو یقیناً ایسی نہیں ہوتی کیونکہ ان کی نیت میں نیکی تو آ ہی نہیں سکتی جہانتک میرا خیال ہے ...

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب ان باتوں کو پھر ادھر سے جواب ہوگا - پھر یہ سلسلہ بڑھے گا -

خواجہ محمد صفدر : چلئیے جناب والا ! چھوڑ دیتا ہوں - لیکن غلطی سے یہ اچھی بات ہو گئی اس ترمیم نے دفعہ ۴۹۷ کو ۴۹۸ سے علیحدہ کر دیا اس ایک فقرے سے اس لئے سپریم کورٹ کو ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ اس مسئلہ کا فیصلہ دوبارہ کرایا جائے اور یہ settled law ہو گیا کہ ہائی کورٹ کو وہ اختیارات جو کہ ضمانت کے سلسلے میں دفعہ ۴۹۸ ضابطہ فوجداری کے تحت حاصل نہیں وہ غیر محدود ہیں - وہ بالکل غیر محدود ہیں لیکن جناب والا ! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ وہ اختیارات judicially استعمال کئے جاتے ہیں arbitrarily استعمال نہیں کئے جاتے نتیجہ یہ تھا کہ قانون پھر اس شکل میں آ گیا جو اس کی شکل سپریم کورٹ کے ۱۹۶۶ء سے قبل تھی - تو یہ ایک اچھا کام تھا جو ارباب اقتدار کے credit میں جاتا ہے - جس سے جج صاحبان اور وکلاء صاحبان خوش تھے کہ ایک اچھی ترمیم ہوئی ہے میرے دوست نے حال ہی میں ابھی بحث کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ ترمیمی بل ہے اس سے تو پہلے سے سخت تر ہی ہونا ہے - نہیں ترمیم اصلاح کے لئے بھی ہوتی ہے - اس کو بہتر بنانے کے لئے بھی ہوتی ہے اختیارات بخشنے کے لئے بھی ہوتی ہے اور اختیارات کم کرنے کے لئے بھی ہو سکتی ہے -

ملک محمد اختر : repitition ہے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : بس ختم کر رہے ہیں اتنی سی بات ہے -

خواجہ محمد صفدر : نہیں ان کو جواب دینا ہے آخر - تو میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ یہ ایک اچھی بات تھی - ایک اچھا provision تھا اسے حذف کرنے سے پھر وہی controversy

[Khawaja Mohammad Safdar]

جو کہ عدالتوں میں چل رہی تھی کسی زمانے میں کہ دفعہ ۴۹۸ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۹۷ کے ماتحت ہے یا آزاد ہے پھر دوبارہ شروع ہو جائے گی - یہ بل موجودہ شکل میں عدالتوں کے اختیارات کم کر رہا ہے -

ملک محمد اختر : یہ interpretation کی بات ہے - جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ شکل میں علیحدہ علیحدہ کیا گیا ہے - یہ کہتے ہیں کہ غلط کیا ہے -

Mr. Presiding Officer : The question before the House is :

"That the amendment moved by Khawaja Mohammad Safdar be adopted."

(The motion was negatived)

Mr. Presiding Officer : The amendment is dropped: Next amendment by Mr. Shahzad Gul, No. 3A.

Mr. Shahzad Gul : I beg to move :

"That clause 3 of the Bill be substituted by the following :—

'3. Amendment of section 497, Act V of 1898 : In the code, in section 497, in sub-section (1) the Third proviso shall be omitted'."

Mr. Presiding Officer : The amendment moved is :

"That Clause 3 of the Bill, he substituted by the following :—

'3. Amendment of section 497, Act V of 1898 : In the code, in scetion 497, in sub-section (1) the Third proviso shall be omitted'."

Malik Mohammad Akhtar : Opposed Sir.

جناب شہزاد گل : جناب والا ! جہاں تک میری ترمیم کا تعلق ہے - اس سے قبل جو arguments خواجہ صاحب نے دیئے ہیں بعض وہی ہیں کہ یہ controversy شروع ہو جائے گی -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : یہ تو انہوں نے کہہ دیا ہے -

جناب شہزاد گل : سپریم کورٹ نے ۱۹۶۸ء میں فیصلہ کیا ہے اور اس میں یہ واضح طور پر ہولڈ کیا کہ ۱۹۶۶ء کی جو رولنگ سپریم کورٹ کی تھی جس میں جسٹس حمود الرحمن اور جسٹس یعقوب علی چوہدری کے views تھے انہوں نے واضح طور پر یہ کہا

Ho dictum or judgement of Supreme Court creates any hurdle in matters of bail—Basic essentials—

۱۹۶۶ء میں جو رولنگ ہوئی ہے -

Bail is never to be withheld as a punishment.

اور ۱۹٦۷ء میں -

Unless proved guilty, it shall be withheld as punishment.

جناب والا ! رول تو یہ ھے کہ ایک شخص -

unless proved guilty.

تو یہ ھے کہ punishment کے طور پر ایک شخص دو دو سال جیل میں پڑا رہے گا اور جیل کا جو پیریڈ ھے جو ٹرائل کے دوران جیل میں گزرتا ھے - وہ سزا میں بھی شمار نہیں ھوتا تو یہ ایک قسم کی punishment ھے تو انہوں نے یہ ایک first essential یہ لکھا ھے

it shall not withhold his punishment :

دوسرے جناب والا ! وہ جیل میں رہے گا تو خزانے پر بھی بوجھ ھوگا کیونکہ سرکار اس کو روٹی دیتی ھے خزانے کا بھی کافی خرچ ھوتا ھے جناب والا ! اس کافی وضاحت کے ساتھ اور پھر اس میں یہ تھا

Fundamental incident of exercise of judicial powers depending upon fact and circumstances of case—order on bail application not a matter of routine, but must be 'carefully balanced and weighed in scales of justice and requirements of relevant law'——— 'reasonable grounds'.

S. 497. (i) means grounds which appeal to a reasonable man and which connect the accused with crime—'Grounds', word of 'higher import' than the word suspicion : 'Suspicion' bail to be refused reasonable grounds exist tending to connect accused with crime or without the need to go into deeper appreciation of merits of such grounds and of the evidence.

جناب والا ! ۴۹۷ میں reasonable ground کی بات ھے - ۴۹۸ میں کوئی بات اس قسم کی نہیں ھے اب اس کو ٹرائل کرنے کے لئے انہوں نے یہ کہا ھے اور ساتھ ہی جناب والا ! ڈرافٹنگ جس طرح بل ڈرافٹ ھوا ھے انہوں نے یہ نہیں دیکھا ھے کہ سیکشن ۴۹۷ میں کتنے پراویزو ھیں - ۴۹۷ میں تین پراویزو ھیں اور جو الفاظ یہ حذف کرنا چاھتے ھیں وہ اس سیکنڈ پراویزو میں ھیں - یہی نہیں دیکھیں ۴۹۷ ...

جناب صدارت کنندہ آفیسر : آپ نے بات کر دی ؟

جناب شہزاد گل : میں عرض کر رہا ھوں - پراویزو جو ھے وہ ایکٹ ۱۸، ۱۹۲۳ء کے ذریعے بل میں شامل کی گئی ھے -

جناب مسعود احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا ! ۴۹۷ میں تین(۳) پراویزو نہیں ھیں - جس سیکنڈ پراویزو کا وہ حوالہ دینا چاھتے ھیں وہ ھو چکی ھے اب دو پراویزو ھیں -

جناب شہزاد گل : ہمیں بتایا جائے یہ کب ہوئی ہے ؟

خواجہ محمد صفدر : یہ کب ہوئی ہے ؟

ملک محمد اختر : کنٹروورسی میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے بڑی سیدھی سی بات ہے کہ اگر کوئی ایسی بات ہے تو اس کو ٹیکنیکل اصطلاح تصور کرکے اس کی ڈرافٹمنٹ کر سکتے ہیں -

جناب شہزاد گل : یہ کس طرح ہوگی ؟

Malik Mohammad Akhtar: Then I oppose it.

(مداخلت)

جناب شہزاد گل : چلیئے، قانون غلط پاس ہونے دیں -

(مداخلت)

جناب صدارت کنندہ آفیسر : بات یہ ہے شہزاد گل صاحب -

Malik Mohammad Akhtar: I oppose.

جناب صدارت کنندہ آفیسر : ملک صاحب بات سنیں، شہزاد گل صاحب، آپ گفتگو فرما رہے تھے اپنے اس کلاز ۳ "بی" کے بارے میں

Instead of the "second" the word should be "third"

اس پر آپ فرمالیں اس کے بعد مولانا صاحب گفتگو کر لیں گے -

جناب شہزاد گل : میں عرض کر رہا تھا کہ پہلے تو میری یہ ترمیم تھی کہ تھرڈ پراویزو ساری کو ہٹا دی جائے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : وہ تو آپ نے بات کر لی ہے - اس پر آپ بات فرما لیں اسکے بعد مولانا صاحب بات کر لیں گے -

جناب شہزاد گل : میں عرض کر رہا تھا کہ پہلے تو میری ترمیم یہ تھی کہ پوری تھرڈ پراویزو کو ہٹا دیا جائے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : وہ تو آپ نے بات کر لی ہے -

جناب شہزاد گل : دوسری یہ کہ اگر اسے نہیں ہٹایا جا سکتا ہے تو پھر اس کی correction اس طرح کی جائے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : سیکنڈ کی جگہ تھرڈ -

جناب شہزاد گل : کہ اسکوت - پ تھرڈ پراویزو تصور کیا جائے کیونکہ جن الفاظ کو حذف کیا جانا مقصود ہے امنڈمنٹ کے ذریعے وہ تھرڈ پراویزو میں ہیں سیکنڈ پراویزو میں نہیں ہیں جس طرح میرے دوست مسعود احمد نے فرمایا کہ تھرڈ پراویزو جو ہے وہ delete ہو چکی ہے - یہ ہمارے علم میں نہیں ہے -

(مداخلت)

جناب صدارت کنندہ آفیسر : کیا آپ نے اپنی بات مکمل کرلی ہے -

جناب شہزاد گل : جی،

جناب صدارت کنندہ آفیسر : تشریف رکھیئے، یس، ملک صاحب -

Malik Mohammad Akhtar: It is opposed.

اگر کوئی ایسی بات ہے تو ہم یہ ڈرافٹنگ میں کر سکتے ہیں -

(مداخلت)

خواجہ محمد صفدر : کس طرح کر سکتے ہیں ؟

(مداخلت)

Malik Mohammad Akhtar: It is opposed.

میں نہیں مانتا -

خواجہ محمد صفدر : نہ مانیں لیکن آپ ایسا کر نہیں سکتے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب ایسے نہیں، اگر چار، چار دوستوں نے تقریر فرمانی شروع کر دی تو میرے لئے بڑا مشکل ہو جائے گا -

Malik Mohammad Akhtar: I am going to oppose it. It should put to vote.

جناب صدارت کنندہ آفیسر : گزارش اتنی ہے کہ ایک نقطہ نظر اس طرف سے آیا ہے اور ایک نقطہ نظر اس طرف سے آیا ہے - اب اس ایوان کے اراکین کی رائے لے لیتے ہیں یہ تو نہیں ہو سکتا ہے کہ ۴، ۴ آدمی اس طرح اس طرف سے بولیں تو آپ کی بات تسلیم ہو جائے گی -

جناب شہزاد گل : میری ایک گزارش ہے -

سردار محمد اسلم : جناب والا ! ایسی کنٹروورسی کی کوئی بات نہیں ہے - اگر ایک خامی پوائنٹ آوٹ ہوئی ہے اگر وہ ٹھیک ہے تو ٹھیک ہے یہ امنڈمنٹ clerical mis-take کے متعلق ہے -

Malik Mohammad Akhtar: It is opposed, Sir.

جناب صدارت کنندہ آفیسر : آپ اگر اپوز کر رہے ہیں تو ہاوس کی رائے لے لیتے ہیں - بات ختم ہو جائے گی -

Malik Mohammad Akhtar: It is opposed, Sir.

جناب صدارت کنندہ آفیسر : بس بات ختم ہوئی -

جناب شہزاد گل : میری ایک گزارش ہے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : جی -

جناب شہزاد گل : جس طرح انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ ٹیکنیکل غلطی ہے ہم اسے غلطی نہیں کہتے -

ملک محمد اختر : غلطی نہیں ہے -

جناب شہزاد گل : غلطی ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ substantial غلطی ہے ایک پراویزو کی جگہ دوسری پراویزو -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : آپ نے تو اپنی بات ریکارڈ کرادی -

جناب شہزاد گل : جی ہاں، یہ یعنی ...

جناب صدارت کنندہ آفیسر : بات بہت سیدھی ہے آپ نے اپنی بات ریکارڈ کرادی ہے تو ہاوس کی رائے لے لیتے ہیں -

Mr. Presiding Officer: The question before the House is:

"That the amendment moved by Mr. Shahzad Gul be adopted."

(The motion was negatived)

Mr. Presiding Officer: The amendment is dropped.

The question before the House is:

"That Clause 3 stands part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Presiding Officer: Clause 4, Khawaja Mohammad Safdar.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! زیر بحث بل کی کلاز ۴ کی مخالفت کیلئے میں کھڑا ہوا ہوں اس کلاز کے ذریعے ضابطہ فوجداری میں ایک نئے سیکشن کا اضافہ کرنیکی کوشش کی جا رہی ہے اور اس نئی سیکشن کے ذریعے عدالت ہائے عالیہ کو جو اختیارات ضمانت قبل از گرفتاری

منظور کرنے کے ھیں، ان کو محدود کیا جا رہا ھے اور دوسرے عدالت ھائے عالیہ کے اختیارات جو کہ انہیں ان تمام مقدمات میں جو کہ کسی شخص کے خلاف درج ھوں اور جن کے متعلق عدالت عالیہ کی یہ رائے ھو کہ دانستہ طور پر ملزم کو جیل کے اندر بند رکھنے کی غرض سے، ان مقدمات کے متعلق ضروری اطلاعات ملزم کو بہم نہیں پہنچائی جا رہی ھیں تو ایسی حالت میں وہ تمام مقدمات جن کے کاغذات عدالت کے سامنے نہ ھوں ان میں ضمانت لے سکتی ھے - اور اب اس اختیار کو بھی عدالت عالیہ سے چھینا جا رہا ھے -

جناب والا ! اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے محترم دوست مسعود احمد نے میری سابقہ گزارشات سے اختلاف فرماتے ھوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میں نے اس قانون کے الفاظ کو جو معنی پہنائے ھیں وہ درست نہیں ھیں اور ان کے خیال میں حقیقت یہ ھے کہ عدالت عالیہ کے اختیارات کو محدود نہیں کیا گیا - انکی یہ رائے ھے - وہ صاحب الرائے ھیں میں نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے کس بنیاد پر یہ رائے قائم کی ھے لیکن اتنا ضرور عرض کروں گا کہ جو الفاظ میرے سامنے ھیں ان کے مطابق ان کی رائے کی تائید نہیں ھوتی -

جناب والا ! اس نئی کلاز یا اس نئے سیکشن جو اس بل کا حصہ ھے یہ امر نہایت واضح طور پر درج کیا گیا ھے کہ اگر کسی شخص کے خلاف کوئی مقدمہ درج نہ ھو یا وہ خود عدالت میں حاضر نہ ھوں تو اس صورت میں اس کی ضمانت کی درخواست قبل از گرفتاری منظور نہیں کی جا سکتی یا تیسری صورت یہ ھے جبتک وہ زیر حراست نہ ھو اور دراصل زیر حراست کی صورت میں دفعہ ۴۹۷ بروئے کار آتی ھے دفعہ ۴۹۸ نہیں آتی ھے اس صورت میں میں سمجھتا ھوں کہ جھگڑنا بیکار ھے - بہرحال میرے نزدیک فیصلہ کن بات جو ھے وہ یہ ھے کہ دفعہ ۴۹۷ کے تحت سیشن کورٹ اور ھائی کورٹ کو جو اختیارات ھیں وہ کم کئے جا رھے ھیں - جبتک کوئی مقدمہ کسی شخص کے خلاف درج نہ ھو یا وہ خود پیش نہ ھو، اس کی ضمانت نہیں لی جا سکتی ھے میرے نزدیک اس کلاز کا دوسرا حصہ زیادہ خطرناک اور خوفناک ھے اسکے متعلق میں نے اپنی ابتدائی گزارشات میں ذکر کیا تھا - اب میں چاھتا ھوں اس کی دو ایک مثالیں اس ھاوس کے سامنے پیش کروں یہ ثابت کرنے کے لئے کہ عدالت عالیہ کو کیا اختیارات تھے جو اب ان سے واپس لئے جا رھے ھیں، جناب والا ! ایک حالیہ مقدمہ جس کا عنوان ھے مولانا عبدالستار نیازی VS سٹیٹ جس کو کم و بیش ایک سال بھر ھوا ھے، اس کے مختصر حالات یہ ھیں مولانا صاحب کو کسی مقدمے میں موخوذ کیا گیا اور انکو حوالات بھیج دیا گیا اس کیس میں انکی ضمانت ھوئی ابھی وہ جیل سے باھر نہیں نکلے تھے کہ دوسرے مقدمے کے تحت گرفتار کرکے واپس جیل بھیج دیا اسی طرح ان پر تین کیس ھوئے - آخر کار ان کے وکیل نے عدالت عالیہ میں انکی جانب سے درخواست پیش کی اور انکی اومنی بس ضمانت منظور کر لی گئی کہ جتنے مقدمات بھی پنجاب میں انکے خلاف درج ھیں، ان سب میں ضمانت منظور کی جاتی ھے، یہ احکام صادر فرمائے گئے کہ اگر پولیس

[Khawaja Mohammad Safdar].

انکو گرفتار کرنا چاھے کسی مقدمے میں تو اس مقدمے کے حالات بتا کر عدالت عالیہ سے اجازت لی جائے - اس حکم کے خلاف حکومت پنجاب کی جانب سے سپریم کورٹ میں leave for appeal کی درخواست کی گئی کہ عدالت عالیہ نے اپنی اختیارات سے تجاوز کیا ھے اور انہیں اومنی بس ضمانت نہیں لینی چاھیئے تھی - اس سلسلے میں مسٹر جسٹس مسعود صاحب نے چوٹی کے وکلا کو عدالت کے مشیر کے حیثیت سے طلب فرمایا ان میں مسٹر منظور قادر مسٹر ایم انور بارایٹ لاء most probably مسٹر قصوری شامل تھے - تمام دلائل و بحث سننے کے بعد انہوں نے اپنا فیصلہ دیا جو کہ P.L.D. ۱۹۷۴ء لاھور صفحہ ۳۲ پر درج ھے -

ملک محمد اختر : پوائنٹ آف آرڈر - میں ان سے مودبانہ گزارش کرتا ھوں کہ انکی صرف چار ترمیمیں ھیں لفظ رجسٹر the case should be registered اور ایسی ان کی ھیں اور لفظ رجسٹر پر یہ رولنگ میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت اس اسٹیج کا کونسا موقع ھے کہ یہ اس قدر وسیع گفتگو کریں -

خواجہ محمد صفدر : جناب اور کونسا موقع ھوگا لاء منسٹر صاحب ھمیں بتا دیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب میری گزارش یہ ھے کہ فرسٹ ریڈنگ میں بھی آپ نے تفصیل سے اظہار خیال فرمایا اور اب میرے خیال میں ...

خواجہ محمد صفدر : میں عرض کروں گا -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : اگر آپ میری بات سن لیں تو شاید کوئی وزنی جواب دے سکیں اور اگر مجھے بات نہیں کرنے...

خواجہ محمد صفدر : نہیں آپ ارشاد فرمائیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : میری التماس یہ ھے کہ اس رولنگ میں انہوں نے جو پرنسپل by down کیا اور جو بات آپ اس ایوان تک پہنچانا چاھتے ھیں وہ جو ایک بات کہی ھے وہ ارشاد فرما دیجئے -

خواجہ محمد صفدر : جی وہی پیش کرتا ھوں تو جناب والا ! اس رولنگ کے صفحہ ۳۲۵ پر محترم جج صاحب نے ارشاد فرمایا ھے -

I quote a ruling from P.L.D. 1974—

Maulana Abdus Sattar Khan Niazi *Vs.* The State (page No. 325) :

" The law is thus extremely chary of the deprivation of the liberty of a citizen at the hands of the investigation agencies. It further lays stress upon the necessity for imparting information to the accused about the allegations against him. Thus armed with knowledge of the accusation against him the accused can move the Court under the provisions for the grant of bail under Chapter XXXIX of the Code.

Another aspect of this law thus becomes clear that the duty to furnish to the accused information regarding the allegations against him lies upon the prosecutors and they are required to furnish that information within 24 hours. Can it then be said that it is open to the prosecutors to withhold the information from the accused and still submit that the action taken by them is bona fide and as he is not possessed of the necessary details he should not be allowed to approach a Court of Law for the purpose of obtaining bail and that they would succeed in incarcerating him for as long as they wish because after all the information which they expect him to place before the Court is with them and they are in no mood to furnish it to him".

Page No. 337 "The question is whether the order passed by me was without jurisdiction on the facts disclosed in the petition and those that have been narrated above :

The power to grant bail in these cases is not being questioned. It is only the stage at which the order, which has been dubbed as an 'omnibus' order without any jurisdiction, has been passed which has unnecessarily upset the respondent: In the second paragraph at page 313 of Broom's Legal Maxims will be found the following :—

"Whenever anything is authorised and especially if, as matter of duty, required to be done by law, and it found impossible....

<u>ملک محمد اختر</u> : پوائنٹ آف آرڈر - میں ان سے یہ پوچھنا چاھتا ھوں براہ راست کہ کیا ھم ہائیکورٹ کی رولنگ کی روشنی میں یا اس کے منافی قانون میں ترمیم کرنے میں یہ ھاوس مجاز ھے یا اس ھاوس کو اختیار ھے ؟ اگر ھے تو پھر اس کی relevancy کیا ھے ؟

<u>جناب صدارت کننده آفیسر</u> : میں نے پہلے بھی خواجہ صاحب سے عرض کیا ھے کہ آپ نے پوری رولنگ جو ھے وہ پڑھنی شروع کر دی ھے اور اپنی جگہ پر رولنگ کی اھمیت بجا ھے اور پھر پوری رولنگ پڑھنے سے مسئلہ تو نہیں بنے گا -

<u>خواجہ محمد صفدر</u> : پوری رولنگ تو نہیں پڑھ رہا relevant passage پڑھ رہا ھوں -

Malik Mohammad Akhtar : My point of order is that, it is not relevant.

<u>خواجہ محمد صفدر</u> : ان کے پہلے اعتراض کا جواب دیتا ھوں - جناب والا ! اس ہاوس کو مکمل اختیار حاصل ھے کہ وہ کوئی بھی قانون وضع کرے لیکن یہاں یہ question میں نہیں کر رہا کہ اس ایوان کو اختیار حاصل ھے یا نہیں ھے میں صرف یہ سوال کر رہا ھوں اور مجھے اعتراض اس بات پر ھے کہ جو قانون بنایا جا رہا ھے اس سے نہ صرف عوام کی آزادیاں سلب ھو رہی ھیں بلکہ عدالتوں کے اختیارات سلب ھو رھے ھیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : آپ نے یہ بات کہہ دی ہے -

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میں اپنی بات کو قوت بخش اور اس کو forceful بنانے کے لئے اس ملک کی عدالت عالیہ کی رولنگ سے اقتباس پیش کر رہا ہوں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : اس کا بھی آپ نے ذکر فرما دیا ہے اور اس کا آپ نے پیراگراف بھی پڑھ دیا ہے -

خواجہ محمد صفدر : مگر دو تین سطریں اور پڑھوں گا -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : تین چار سطریں پڑھ لیں تو میرے خیال میں کوئی حرج نہیں ہے -

ملک محمد اختر : جناب یہ کیس تو ہمارا plead کر رہے ہیں چلو دو تین سطریں پڑھ لیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : دو تین سطروں پر تو ملک صاحب کو بھی اعتراض نہیں ہے -

Khawaja Mohammad Safdar: Now, I quote from PLD 1974 p. 340.

> "It has also been held by this Court that an act done mala fide is an act without jurisdiction. Thus, in the case of Abdul Rauf *v.* Abdul Hamid Khan (PLD 1965 SC 671), Kaikaus, J., while delivering the unanimous judgment of the Court, observed :—
>
> "A mala fide act is by its nature an act without jurisdiction: No legislature when it grants power to take action or pass an order contemplates a mala fide exercise of power. A mala fide order is a fraud on the statute. It may be explained that a mala fide order means that which is passed not for the purpose contemplated by the enactment granting the power to pass the order, but for some other collateral or ulterior purposes": The quotations are enclosed.

جناب صدارت کنندہ آفیسر : سوال ختم ہو گیا ہے یا گفتگو بھی ختم ہو گئی ہے ؟

خواجہ محمد صفدر : گفتگو بھی ختم ہونے والی ہے جناب والا ! اس بناء پر صرف اس ایک بناء پر کہ چونکہ انتظامیہ دیانت داری سے کسی کے خلاف جو مقدمات ہیں ان کو منظر شہود پر نہیں لاتی ظاہر نہیں کرتی اس لئے عدالتوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ انتظامیہ کو یا پولیس کو یا انتظامیہ کے جو دست و بازو ہیں ان کا یہ فعل بد دیانتی پر مبنی ہوتا ہے لہذا عدالتوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اومنی بس آرڈر کرے مگر افسوس اور رنج کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ محترم وزیر قانون صاحب اپنی اس تجویز سے جو کہ انہوں نے کلاز چار

کے ذریعہ کی ہے عدالتوں کے اختیارات سلب کر رہے ہیں اور عوام کو مزید اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنانے کی سعی کر رہے ہیں -

ملک محمد اختر : جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ضروری ہے کہ مقدمہ درج ہو ملزم عدالت میں پیش ہو تو تب ہی ضمانت ہونی چاہیئے -

Mr. Presiding Officer: The question before the House is that clause 4 of the Bill be omitted.

(The motion was put to vote)

Mr. Presiding Officer: The amendment is dropped.

خواجہ صاحب آپ کی باقی جو ترمیمیں ہیں آپ نے ان کے سلسلے میں کچھ کہنا ہے -

خواجہ محمد صفدر : میں آپ کی بات سمجھ گیا -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : تو آپ یہ دونوں move کر دیجیئے -

خواجہ محمد صفدر : میں دوسری move کروں گا -

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, I beg to move that in the proposed new section 498 A, a full stop be added after the word "registered" occurring in the fifth line of the new section and the subsequent words, commas and full stop be omitted.

Mr. Presiding Officer: The amendment moved is that in the proposed new section 498 A, a full stop be added after the word "registered" occurring in the fifth line of the new section and the subsequent words, commas and full stop be omitted.

Malik Mohammad Akhtar: Opposed, Sir.

یہ different opinion ہو سکتی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ڈرافٹنگ بہتر ہے وہ سمجھتے ہیں ہماری بہتر ہے -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! صرف ایک بات کرتا ہوں کیونکہ ظاہر ہے کہ سب دوست چاہتے ہیں کہ اب چھٹی کی جائے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : جی باقی سب باتیں تو کہہ دی ہیں ؟

خواجہ محمد صفدر : ایک نئی بات عرض کروں گا کہ محترم وزیر قانون صاحب اور میرے باقی فاضل دوستوں نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس بل میں دو شرائط ہوں گی جن کے تحت ضمانت قبل از گرفتاری منظور ہو سکے گی بحث کے دوران واضح طور پر ارشاد فرمایا گیا ہے ایک یہ کہ مقدمہ رجسٹرڈ ہو اور دوسرا یہ کہ ملزم خود وہاں پیش ہو، میری رائے میں محترم فاضل لاء منسٹر صاحب اور باقی دوست بھی جو اس خیال کے ہیں، وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں،

یہ نہیں ہوگا بلکہ اصل صورت جو اس قانون نے پیدا کی ہوگی وہ یہ ہے - یہاں بھی لکھا ہوا ہے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیے اور محترم فاضل لاء منسٹر صاحب بھی دیکھیں -

"Any person who is not in custody or is not present in the Court or against whom no case stands registered".

تین مختلف صورتیں یہاں بیان کی ہیں یہ دو کو یکجا کہیں نہیں کیا گیا یا تو پولیس خود اس کو عدالت میں پیش کرے وہ چھوڑ دیجیئے میں اس پر بحث نہیں کرتا دوسری صورت یہ ہے کہ وہ خود پیش ہو اور یا یہ ہو کہ اس کے خلاف مقدمہ رجسٹرڈ ہوا ہو وہ خود پیش ہو یا نہ ہو اور یا اس کو الٹ سوچیئے کہ وہ خود پیش ہو خواہ اس کے خلاف مقدمہ رجسٹرڈ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، میں ان کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ کہاں غلطی ہوئی ہے یہ اس فقرے میں کورٹ or is not present in court اور آر کی بجائے اگر and لکھا جاتا کہ and against whom no case stands registered تو پھر اس کا مطلب حل ہو سکتا تھا ورنہ ان کا مطلب حل نہیں ہو سکتا، مجھے خوشی ہے کہ یہ غلط قانون بنانے کے عادی ہیں اور ان کو ڈرافٹ کرنے کا ڈھب نہیں آتا -

(مداخلت)

خواجہ محمد صفدر : جی تشریف رکھیئے حضور ! ابھی اور ارڈیننس لائیں گے آپ اپنا مقصد حل کرنے کے لئے ابھی تک وہ مسئلہ حل نہیں ہوگا - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ آر کی بجائے and ہوگا تو پھر جو آپ نے ارشاد فرمایا تھا، آپ کا یہ مقصد حل ہوگا ورنہ کبھی حل نہیں ہوگا، تو جناب والا ! ویسے میں خوش ہوں کہ موجودہ صورت میں ہائیکورٹ کے اختیارات کسی حد تک محفوظ رہیں گے وزیر قانون کی غلطی کی بناء پر وہ آخری سطور تو مہلک ہیں وہ تو ان کے اختیارات کو سلب کر لیتی ہیں لیکن جہاں تک صرف bail before arrest کا تعلق ہے کہ ملزم خود پیش ہو یا اس کے خلاف case رجسٹرڈ ہو تو اس حد تک ان کی غلطی کی وجہ سے کچھ بچت ہو رہی ہے -

ملک محمد اختر : ہم ان کے مشورہ کے بہت ہی مشکور ہیں لیکن افسوس ہے کہ ہمیں اس سے اتفاق نہیں -

Mr. Presiding Officer: The question before the House is:

"That the amendment moved by Khawaja Mohammad Safdar be adopted".

(*The motion was negatived*)

Mr. Presiding Officer: The amendment is dropped.

اگلی امنڈمنٹ - خواجہ صاحب آپ موو نہیں کر رہے ؟ شہزاد گل صاحب آپ بھی move نہیں کر رہے ؟ کیونکہ میرے خیال میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو خواجہ صاحب نے چھوڑ دی ہو -

جناب شہزاد گل : یہ الگ بات ہے کہ وہ مانتے نہیں ہیں بلکہ ان کو خوف ہے کہ بل واپس نیشنل اسمبلی میں جائیگا اس وجہ سے وہ کسی بات کو مانتے نہیں ہیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : شہزاد گل صاحب ! آپ نے اپنی ترمیم موو کر دی ہے ؟

جناب شہزاد گل : جناب والا ! میں دونوں ایک ساتھ ہی موو کر دیتا ہوں -

Mr. Shahzad Gul: Sir, I beg to move:

"That Clause 4 of the Bill in the fifth line the words "is not in custody or" be omitted".

اور دوسری ہے جناب والا !

I beg to move:

"That in Clause 4 of the Bill in the sixth line in between the words "being" and "and" the following words be inserted "or against whom no complaint has been made to a Magistrate or who is not under imminent danger of arrest" and the subsequent words be omitted".

Mr. Presiding Officer: The amendment moved is:

"That Clause 4 of the Bill in the fifth line the words "is not in custody or" be omitted".

"That in Clause 4 of the Bill in the sixth line in between the words "being" and "and" the following words be inserted "or against whom no complaint has been made to a Magistrate or who is not under imminent danger of arrest" and the subsequent words be omitted".

Malik Mohammad Akhtar: Opposed, Sir.

جناب صدارت کنندہ آفیسر : جو کچھ خواجہ صاحب نے نہیں کہا وہ کہیں -

جناب شہزاد گل : پہلی بات جو ہے وہ bail before arrest کے متعلق ہے کہ جب ایک شخص custody میں ہو تو ضمانت قبل از گرفتاری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ اب before arrest کی بات جو ہے تو اس section کے صرف who is not in custody اس سے ضمانت قبل از گرفتاری کی ساری امید جو ہے وہ ختم ہو جاتی ہے اس وجہ سے ہم نے کہا ہے کہ عدالتوں کا جو اختیار ہے اسے open رہنے دیا جائے اور who is not in custody یہ لفظ حذف کئے جائیں یہ پہلی ہے اور دوسری کے متعلق یہ ہے کہ ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں جس طرح کہ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے - کہ عموماً جب ایک شخص کی bail before arrest ہوتی ہے - تو پھر پولیس جو ہے وہ عدالت کے دروازے پر اور برآمدے میں کھڑی ہو جاتی ہے اور پھر ایک شخص عدالت

[Mr. Shahzad Gul]

کے اندر نہیں جا سکتا عموماً عدالتیں ایسا کرتی ہیں کہ unless the person is present in court وہ کبھی گرانٹ ہی نہیں کرتیں لیکن بعض حالات میں بیان حلفی وکیل کے ضمانت انہوں نے کی ہو تو چونکہ پولیس باہر کھڑی ہے اور اسے گرفتار کر رہی ہے - تو وہ دوسرے دن پیش ہو جائے گا تو وہ interim order کر لیتے ہیں اور پھر وہ دوسرے دن پیش ہو جاتا ہے bail band کے ساتھ ملزم پیش ہو جاتا ہے اب اس کی موجودگی پیشی ذاتی طور پر عدالت میں ضروری قرار دی جائے تو پھر bail before arrest اس حالت میں نہیں ہوگی، اگر انتظامیہ حفظ ماتقدم کے طور پر پولیس کو وہاں کھڑی کر دے - تیسری بات یہ ہے - جناب والا! کہ unless the case is registered تو میں گزارش کروں گا کہ ایسے حالات بھی آئیں گے کہ ایک شخص کی complaint ہو چکی ہو تو complaint کی صورت میں وہ کیا کرے گا ... وہی کریں گے جب وہ عدالت میں جائیں گے تو کہیں گے کہ

"There is no case standing registered against him therefore, he cannot be released on bail before arrest".

تو اس صورت میں بھی یہی صورت ہے کہ اس میں پھر یہ الفاظ زیادہ کئے جائیں کہ

There is any complaint pending in the court.

تو اس کی ضمانت ہو سکتی ہے اور اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی ہیں کہ عدالتوں کے consisting یعنی ججمنٹ ہیں -

"when the person accused is under imminent danger of arrest".

imminent danger اگر ہو اور وہ عدالت میں آئے تو عدالت اس کو ضمانت پر رہا کر سکے گی - اس صورت میں میں جناب والا! ایوان کے سامنے دو رولنگز کا حوالہ دیتا ہوں حالانکہ ...

ملک محمد اختر: یہ جنات ...

جناب صدارت کنندہ آفیسر: وہ رولنگ پڑھیں گے نہیں وہ صرف سال بتائیں گے -

جناب شہزاد گل: کہ پاکستان journal ۱۹۷۳ء میں ہائیکورٹ نے جو فیصلے کئے ہیں، ان فیصلوں کو با اثر بنانے کے لئے یہ ترامیم کی ہیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر: یہ بات خواجہ صاحب نے بھی کہی ہے -

Mr. Shahzad Gul: Sir, I give only the main points.

It says:

"Bail before arrest. Surrender of petitioner before Court. Police

waiting, making attendance of prisoner impossible. Interim bail granted to petitioner in absentia in circumstances of case ".

اور اس قسم کی کافی ھیں لیکن چونکہ جلدی ھے اس لئے صرف دو کا حوالہ دے رہا ھوں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : بجا ھے -

جناب شہزاد گل : دوسری ھے جناب والا !

" Bail before arrest. Presence of petitioner necessary only on first day of hearing. Where surrendering himself before Court there is no obligation on petitioner to be present in court unless so directed by the Court ".

جناب صدارت کنندہ آفیسر : ٹھیک ھے -

جناب شہزاد گل : تو یہ بھی ھے جناب والا ! جو ترامیم ھم نے پیش کی ھیں ان سے ھم چونکہ عوام کے خلاف جن کے متعلق موجودہ حکومت کا دعوی ھے کہ یہ عوامی حکومت ھے - قائد عوام کے دور میں جناب والا ! چاھیئے یہ کہ ایسے قوانین سامنے نہ آئیں جن سے ان کی آزادی سلب ھو کر رہ جائے ...

Malik Mohammad Akhtar: I do not consider any of the amendments is of a substantial nature. They are not necessary from my view point.

Mr. Presiding Officer: The question before the House is:

" That the amendments moved by Mr. Shahzad Gul be adopted ".

(*The motion was negatived*)

Mr. Presiding Officer: The amendments are dropped.

The question before the House is:

" That Clause 4 stands part of the Bill ".

(*The motion was adopted*)

Mr. Presiding Officer: Clause 4 stands part of the Bill.

Now the question before the House is:

" That Clause 5 stands part of the Bill ".

Mr. Presiding Officer: Clause 5 stands part of the Bill.

The question before the House is:

" That Clause 1, Short-title and Preamble form part of the Bill ".

(*The motion was adopted*)

Mr. Presiding Officer: Clause 1, Short-title and Preamble stand part of the Bill.

Item No. 3, Malik Mohammad Akhtar!

Malik Mohammad Akhtar: Sir, I beg to move:

"That the Bill further to amend the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 1976], be passed".

Mr. Presiding Officer: The motion moved is:

"That the Bill further to amend the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 1976], be passed".

Honourable Members of the Opposition: Opposed.

Malik Mohammad Akhtar: Sufficient discussion has taken place and the question be put to the House.

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب اس پر بہت زیادہ گفتگو ھو چکی ھے -

ملک محمد اختر : خواجہ صاحب آپ ہی کچھ انصاف سے کام لیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : اب تو انصاف آپ کے ہاتھ میں ھے -

خواجہ محمد صفدر : تو میں محترم وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ یہ بہت ہی متضاد بل ھے اس لئے اس کی تھرڈ ریڈنگ کل کر لیں -

ملک محمد اختر : نہیں نہیں - یہ سوال ہی نہیں پیدا ھوتا -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : ملک صاحب آپ تشریف رکھیں وہ تو بس ایسے ہی ایک دو منٹ کے لئے کر رھے ھیں - "چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد" والی بات ھے - خواجہ صاحب تمام باتیں دوستوں نے تفصیل سے کہہ دی ھیں -

خواجہ محمد صفدر : مولانا صاحب نے تو ابھی اپنے لب بھی نہیں کھولے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : چلو مولانا صاحب اظہار خیال فرما لیں - باقی دوستوں نے تو اظہار خیال فرما لیا ھے -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : کامران صاحب کو بولنے نہیں دیا - کسی کو بھی بولنے نہیں دیا -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : ایسی بات نہیں ھے - مولانا صاحب آپ کو اظہار خیال فرمانا ھے اور کامران صاحب کو، اور؟

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : حاجی صاحب کو -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : ٹھیک ہے حاجی صاحب ہو گئے - تینوں دوست اظہار خیال فرما لیں - پانچ پانچ منٹ کے لئے اور اس کے بعد پٹ کر دیتے ہیں -

خواجہ محمد صفدر : ہمیں بلیک لسٹ میں فرما لیجیئے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : ایسی بات نہیں ہے - خواجہ صاحب کون سی ایسی بات رہ گئی ہے جو آپ فرمانا چاہتے ہیں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ پانچ منٹ کے لئے تمام دوست اظہار خیال فرما لیں -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : کم سے کم دس دس منٹ تو دیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : مولانا صاحب پانچ منٹ کافی ہیں -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : پانچ منٹ میں کچھ نہیں کہا جا سکتا -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : مولانا صاحب آپ کو تو اللہ تعالی نے اتنی قدرت دی ہے کہ آپ پانچ منٹ میں بہت کچھ کہہ سکتے ہیں -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : پانچ منٹ میں سب کچھ کہنا بڑا مشکل ہو جائے گا -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : میں نے کہا ہے کہ آپ بھی اظہار خیال فرما لیجیئے اور باقی دوست بھی اظہار خیال فرما لیں -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : پانچ منٹ میں جو بل ہے اس کی ترامیم ہیں - اس کی دفعات ہیں . . .

جناب صدارت کنندہ آفیسر : مولانا صاحب کہنے کو کیا رہ گیا ہے میرے خیال میں خواجہ صاحب نے بڑی جامع تقریر کی ہے - شہزاد گل صاحب نے بڑی جامع تقریر کی ہے - ترامیم کے دوران بھی بات کی گئی -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جامع تقاریر کو تو یہ کہہ کر کہ یہ غیر متعلقہ ہیں مسترد کر دیا گیا -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : بہر صورت انہوں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا - اگر انہیں پینتالیس منٹ بات کرنے کا حق تھا تو اس جانب بھی آدھ منٹ کے لئے کہنے کا حق تھا کہ یہ باتیں غیر متعلقہ ہیں - آپ ارشاد فرمائیے -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ بل کے اغراض و مقاصد میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ بل کا مقصد صرف یہ ہے کہ ضمانت کے سلسلے

[Maulana Shah Ahmad Noorani]

کو جتنا بھی زیادہ سے زیادہ سخت کیا جا سکتا ہے سخت کیا جائے - یہ اس بل کے مقاصد ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ انگریز نے اپنے دور حکومت میں اس دور غلامی میں سہولت اپنے رعایا کو دی ہے - مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں آزادی کے اس دور میں اس دور غلامی سے بھی بدتر سختیاں برداشت کرنے کے قابل بنایا جا رہا ہے - دنیا میں کسی بھی مہذب معاشرے میں صرف مہذب قسم کا قانون ہی لایا جا سکتا ہے اور وہ صورت حال کہ جس میں کسی بھی فرد کی آزادی کو اس انداز سے سلب کیا جائے اس کو ضمانت کا حق بھی نہ دیا جائے یا عدلیہ کے اختیارات کو اتنا محدود کر دیا جائے کہ عدلیہ کسی بھی صورت میں ضمانت نہ لے سکے - یہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک غیر مہذب معاشرے کے لئے غیر مہذب قانون ہو سکتا ہے - لیکن ایک مہذب معاشرے کے لئے غیر مہذب قانون جو ہے وہ قطعاً نہیں ہونا چاہیئے - اس سے جناب چیئرمین! لوگوں میں بد دلی پھیلے گی - حکومت کے خلاف عام ہیجان پیدا ہوگا - عدلیہ کے اختیارات کو محدود کرنے کے بعد دنیا کے مہذب معاشرے کی نظریں ہماری طرف ہر وقت لگی رہتی ہیں - وہ اس قسم کے قوانین کو دیکھنے کے بعد ہمارے متعلق کیا اظہار رائے کر رہی ہوں گی - یا اظہار رائے کرتی رہیں گی ۔ یہ بہت ہی زیادہ افسوسناک صورت ہے - جو کہ اس قانون کے ذریعے آپ دیکھ رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کر دوں کہ کورٹ آف کریمینل پروسیجر میں اس سے قبل preventive detention کی مکمل طور وضاحت نہیں کی گئی تھی صرف پاکستان سیکورٹی ایکٹ کے اندر موجود تھی - لیکن اب امتناعی نظر بندی کے سلسلے میں جتنے بھی قانون بنائے گئے ہیں سب اس میں شامل ہو گئے ہیں اور آئیندہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی قانون امتناعی نظر بندی کے سلسلے میں بنتے رہیں گے وہ اس میں شامل ہوتے رہیں گے - آپ خود ہی غور فرما لیجیئے کہ یہ بل جس میں فرد کی آزادی کو سلب کیا گیا ضمانت حاصل کرنے کے جو مواقع تھے ان کو ختم کیا گیا - عدلیہ کی آزادی کو سلب کیا گیا اس کو کسی بھی طور سے کسی بھی مہذب معاشرے میں سراہا نہیں جا سکتا میں مختصر سے وقت میں اس بات کی مخالفت کرتا ہوں ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : شکریہ - کامران صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں -

Mr. Presiding Officer: Mr. Kamran Khan!

Mr. Kamran Khan: Sir, the Bill in its present form though tightens and restricts the accused's right to bail, still if a person is brought to the court and if he is in police custody, he can be granted bail. But the people who would be accused, who would be of the category, who have been or who are accused of having committed heinous crimes, like murder, child lifting and other heinous crimes, though restricted but they will have the right of appeal in the court. But, Sir, the people who are detained under the preventive detention laws about whom there is only an apprehension in the mind of government officials or of a district magistrate that these persons are likely to commit or indulge in prejudicial activities and under those circumstances, only under apprehension and only on doubt, these persons are put behind the bars and then de-

prived of all rights to bail, is a sort of indiscrimination. It is not equality before law. A person, for instance, a gentleman sitting just next to me, Mr. Hanif Ramay, has been put behind the bars under the preventive laws and I doubt if this law is passed he would be given the right to bail. A person, who was only the other day Chief Minister of the province, who could be entrusted with the administration of the Province and the law and order of the Province, the same person is now behind the bars and is trying to get a bail. So, Sir, under these circumstances if this Bill is passed it is likely to be used for political purposes against the opponents by the Government. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Thank you.

جناب صدارت کنندہ آفیسر : جو دوست پیچھے باتوں میں مصروف ھیں - انکو بھی اظہار خیال فرمانا ھے ؟ اگر ادھر سے فراغت ھو جائے - حاجی صاحب .آپکو کچھ عرض کرنا ھے - میرے خیال میں یہ آخری تقریر ھوگی -

جناب محمد ھاشم غلزئی : میں بھی اظہار خیال کرنا چاھتا ھوں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : ان کے بعد غلزئی صاحب ! حاجی صاحب ارشاد فرمائیے -

حاجی سید حسین شاہ : جناب چیئرمین ! اس مسودہ قانون کے اغراض و مقاصد سے یہ واضح ھے کہ ضمانت کے سلسلے میں حکومت عدالتوں کے طریقہ کار کو سخت کر رھی ھے اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ھے کہ گزشتہ چار سالوں میں پاکستان کی عدالتوں میں جرائم میں ملوث جن جن اشخاص کے خلاف مقدمات چلائے گئے ان میں سے تقریباً تیرہ سزایاب ھوئے اور باقی ۸۷ فیصد یا تو بری ھوئے یا ان کے خلاف مقدمے واپس لے لئے گئے، جناب والا ! دیگر الفاظ میں یہ ۸۷ فیصد اشخاص عدالتوں کی نظر میں بیگناہ تھے، بے قصور تھے اور مجرم نہیں تھے اب انصاف کا تقاضہ یہ نہیں ھے کہ محض تیرہ فیصد اشخاص کی خاطر ستاسی فیصد بیگناہ مظلوموں کو معصوموں کو محض اس لئے اس قانون کے تحت جیل کی تاریک اور تنگ کوٹھڑیوں میں بند رکھا جائے تصفیہ مقدمہ تک - جناب والا ! حکومت کو اور نئی legislature کو اس مسئلے کو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاھیئے اور اگر کوئی شخص کسی جرم میں ملوث ھو تو یہ legislature یا حکومت کی یہ duty نہیں ھے کہ وہ شخص جیل میں محبوس رھے یا انتظامیہ کا دائر کردہ مقدمہ کامیاب ھو - بلکہ حکومت اور legislature کے تمام فرائض میں سے سرفہرست یہ فرض ھے کہ ہر مقدمے میں ہر ملزم کے ساتھ انصاف ھو اور اگر کوئی شخص کوئی جرم کرے اور شہادت نہ ھونے کے سبب سے یا قانون کی لچک کی وجہ سے وہ ایک دفعہ رہا ھو جائے تو یقیناً وہ شخص پھر اس جرم کا مرتکب ھوگا اور سزایاب ھوگا - حیف ھے اس دن پر جس دن کہ پاکستان کی کسی عدالت میں بیگناھوں کو سزا مل جائے اور اس بیگناہ کی فریاد سوائے خدا کے کوئی سننے والا نہیں

[Haji Sayed Hussain Shah]

ہوگا، میں اس سلسلے میں فارسی کا ایک شعر عرض کرتا ہوں :

بترس از آہ مظلومان کہ ھنگام دعا کردن
اجابت در حق بر استقلال اومی آید

ملک محمد اختر : میں مختصر طور پر عرض کروں گا -

نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی

جناب صدارت کنندہ آفیسر : ہو گیا مشاعرہ - جی غلزئی صاحب ؟

جناب محمد ھاشم غلزئی : جناب والا ! میں اس بل کی مخالفت دو وجوہات کی بناء پر کرتا ہوں پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اس preventive detention کو بھی شامل کیا گیا ہے preventive detention میں کے لفظ میں عام طور پر وہ لوگ آتے ہیں جو حکمران پارٹی سے سیاسی اختلافات رکھتے ہوں - جو بھی حکومت آئی ہے انگریزوں کے زمانے میں اور اب بھی خاص طور پر ہماری بدقسمتی ہے کہ جس لائن کو ہم toe کرتے ہیں تو ہم اپوزیشن میں رہتے ہوئے تو جو حکومت بھی برسر اقتدار آئی اس نے ہمیں اپوزیشن پارٹی کو اس کالے قانون کا نشانہ بنایا ہے اور mala fide purpose اور بدنیتی کی بنیاد پر اس قانون کو استعمال کرتی ہے اور حزب اختلاف جو جمہوری معاشرے میں ایک اچھی فضا پیدا کر رہی تھی پہلے کچھ نہ کچھ ان کے لئے قانونی جواز تھا کہ وہ اپنی اپوزیشن کو جاری رکھ سکتے تھے مگر اس قانون کے پاس ہو جانے کے بعد ان کو natural justice کے جو بنیادی انسانی حقوق ہیں وہ بھی سلب کئے جا رہے ہیں کیونکہ قانون کی نظر میں جب تک کہ کوئی شخص ثابت نہ ہو جائے کہ وہ مجرم ہے جرم اس کا ثبوت کو نہ پہنچ جائے - He is considered innocent وہ معصوم ہوتا ہے اور preventive detention کے جتنے بھی قانون وضع ہوئے ہیں اس میں جرم ثابت نہیں ہوا گھر بیٹھے بیٹھے پہنچ جاتے ہیں جیسے مثال کے طور پر حیات محمد شیر پاو وفات پا گئے تو یہاں پر پاکستان کی حزب اختلاف کے عام لوگوں کو بغیر کسی وجہ سے قید میں ڈال دیا گیا کیوں ڈالا گیا بغیر جرم ثابت ہوئے تو مجھے خطرہ ہے کہ اس بل کو اگر ہم اس شکل میں پاس کریں تو اس عوام کے جو بنیادی حقوق ہیں کہ وہ ایک جمہوری ملک میں اپنی رائے کا اظہار کر سکیں وہ عدل و انصاف کا مطالبہ کر سکے وہ ختم ہو جائے گا اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

دوسری بات جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ henious offences کے لئے bail نہیں کیا جائے گا اب اگر henious offences کے لئے اگر یہ بل لایا جاتا تو میں اس کی مخالفت نہ کرتا مگر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری موجودہ حکومت کے نزدیک henious offence ہوتے کیا ہیں henious offence کو define نہیں کیا جاتا یہاں پر موجودہ جو حکومت ہے وہ صرف Opposition کے فعل یا ان کے قول کو henious offence سمجھتی ہے - خود کشی، دختر کشی، رشوت کو henious offence تصور نہیں کرتی ہے کتنے ڈاکو، جیلوں میں بند ہیں - اگر آپ جیلوں کو دیکھیں

تو آپ دیکھیں گے کہ سیاسی کارکنوں سے جیلیں بھری پڑی ہیں اب بھی یہ ہو رہا ہے تو مجھے شک ہے کہ henious offence کا جو مطلب یہ کہتے ہیں اس ملک میں اس سے اپوزیشن کو کام کرنے کے مواقع بند کر دیں گے - اگر یہ بل پاس کریں گے تو اپوزیشن کی service بند کریں گے اور اس سے ناجائز فائدہ اٹھائیں گے اور یہاں پر جمہوریت کا گلہ گھونٹا جائے گا تو ہم ان وجوہات کی بناء پر اس کی مخالفت کرتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے بل کو پاس کرنے میں ہم شریک نہیں ہیں اور ہم بطور احتجاج ٹوکن واک آوٹ کرتے ہیں -

(اس مرحلے پر اپوزیشن واک آوٹ کر گئی) -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : نہیں، نہیں یہ تو بہت زیادتی ہے -

راو عبدالستار (قائد ایوان) : جناب چیئرمین ! وہ ہماری باتیں بھی یعنی ہمارا جواب بھی سنیں ہم نے بڑے صبر و تحمل سے ان کو سنا ہے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : نہیں، نہیں وہ واپس آ رہے ہیں ہم شروع کریں گے تو وہ آ جائیں گے انہوں نے اب یہ کہا ہے کہ چونکہ ہم نے کہہ دیا ہے اس لئے ہم وہاں تک جاکر واپس آ جاتے ہیں -

ملک محمد اختر : موشن کریں -

راو عبدالستار : ہم نے جواب دینا ہے وہ ابھی آ جائیں گے - جناب چیئرمین موجودہ بل جو اس ایوان میں زیر بحث ہے میں اس کی پرزور تائید کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ مجھے افسوس ہے کہ ہم نے اپوزیشن کے ممبران کی تقاریر بڑے صبر و سکون سے سنی اور مجھے خوشی بھی ہے کہ وہ دوبارہ واپس آگئے ہیں - جناب والا ! اپوزیشن نے اس بل کے متعلق اس طریقے سے کہا ہے کہ یہ کالا قانون ہے اور عدلیہ کی آزادی اس سے سلب ہو جائے گی اور اس سے صوبوں کی آزادی ختم ہو جائے گی اور جذباتی انداز میں وہ یہاں تک کہہ گئے کہ انگریز کا جو قانون تھا اور انگریز کا جو دور تھا وہ اس عوامی دور سے بہتر تھا اس لئے مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت معمولی ترامیم ہیں - دو چھوٹی چھوٹی ترامیم اس بل میں ہیں لیکن میرے اپوزیشن کے فاضل دوستوں نے اسے لفظی جنگ میں اٹھانے کی کوشش کی ہے ایک چھوٹی سی جو ترمیم ہے - وہ دفعہ ۴۹۸ سی - آر - پی - سی میں ہے - جس میں preventive detention شامل کر دی گئی ہے اور اس کے علاوہ ۴۹۸ میں تین چیزیں وہ add کی گئی ہیں -

اس کے علاوہ ۴۹۸ جو ہے اس میں تین چیزیں جو ہیں وہ ایڈ کی گئی ہیں جناب والا ! اس میں ایک یہ ہے جو شخص گرفتار ہو وہ بیل کے لئے جائے دوسرا

[Rao Abdus Sattar]

یہ ہے کہ وہ عدالت موجود ہو تیسرا اس میں یہ ہے کہ

No bail to be granted to a person not in custody, in court or against whom no case is registered.

جس کے خلاف کیس رجسٹرڈ ہو جناب والا ! اس سے پہلے بھی عدالت عالیہ کی کئی ایک رولنگ اس کے متعلق ہیں اس میں بھی یہی ایک ایمینیٹ ڈینجر کو، اس کی گرفتاری کا جو تھا، arrest کا تھا اس سے پہلے بھی یہ عدالت میں نہیں ہو سکتی تھی کہ یہ جو ضمانت ہے بغیر کوئی کیس اس کے خلاف نہیں ہوگی اس کے خلاف جناب والا ! کوئی گرفتاری نہیں ہو گی، اس کو گرفتاری کا کوئی خطرہ نہ ہو اگر تکلیف ہے اور دکھ ہے تو وہ صرف یہ ہوگا کہ اب وہ سیاسی فائدہ نہیں حاصل کر سکیں گے کسی کے خلاف کوئی کیس نہ رجسٹرڈ ہو نہ اس کی گرفتاری کی گئی ہو نہ وہ عدالت میں حاضر ہو، عدالت عالیہ میں ایک درخواست دائر کردی جاتی ہے کہ اس میں بیل جو ہماری ہے میرے خلاف ۳۶ کیسز ہیں اس کی بیل منظور کی جائے اور حقیقت یہ ہے جناب والا ! اس کے خلاف ایک کیس بھی رجسٹرڈ نہیں ہوتا اور وہ ۳۶ کیسز میں اس کی بیل منظور ہو جاتی ہے جناب والا، اس میں جناب والا ! یہ تشریح کی گئی ہے - کنڈیشن عائد کی گئی ہے اور یہ logical fact ہے کہ ان کو مد نظر رکھتے ہوئے تین شرائط جو ہیں اگر وہ پوری کرتے ہیں تو عدالت عالیہ کو اختیارات ہیں جناب والا ! وہ ضمانت لے سکتی ہیں کسی جگہ عدالت عالیہ کے جو اختیارات ہیں، ان کو سلب کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے - عوامی حکومت ہے اس دور میں تو جناب والا ! قانون کی حکمرانی جو ہے اس پر یہ ہماری پارٹی اور عوامی حکومت کا منشور ہے اس کی روشنی میں جناب والا ! ہر ایک اقدامات یہاں کئے گئے اور مجھے افسوس ہے کہ میرے فاضل دوستوں نے اس دور کو انگریزوں کے دور سے بھی برا بنانے کی کوشش کی ہے اور جناب والا ! اس میں البتہ یہ جو ضروری شرط عائد کر دی گئی ہے یہ شرائط پوری نہ کریں تو ضمانت نہیں ہوگی ورنہ ہائی کورٹ کو ہر وقت اختیارات ہیں جب چاہے جس ملزم کو چاہے، میرٹ پر کیس ہو تو جناب والا ! وہ ضمانت منظور کر سکتی ہے - تو یہ میرے چند گزارشات تھیں - انکی روشنی میں، میں ہاوس سے پرزور اپیل کرونگا کہ ملکی مفاد میں وقت کا تقاضا ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے اس قانون کو منظور کیا جائے - شکریہ -

Mr. Presiding Officer: The question before the House is:

"That the Bill further to amend the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 1976], be passed".

(*Th meotion was adopted*)

Mr. Presiding Officer: The Bill is passed.

جناب صدارت کنندہ آفیسر : ملک صاحب، خواجہ صاحب سے کیا بات ہوئی ہے ؟ نیکسٹ آئیٹم لینی ہے -

ملک محمد اختر : خواجہ صاحب سے بات چیت یہ ہوئی ہے وہ ہم منظر عام پر لا دینا چاہتے ہیں کہ اپوزیشن اور میجارٹی پارٹی کا یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ہم اگلی جمعرات تک یا اس سے پہلے ممکن ہو سکے تو ۶ قوانین جو ایجنڈے پر ہیں انشورنس بل اور ایک لا ریفارم کا بل ہے یہ آ کر پاس ہو جائیں گے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : اچھا، تو پھر ٹھیک ہے - پھر نیکسٹ آئیٹم آج نہیں کل لیں گے -

ملک محمد اختر : چلو کل لے لیں گے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : کل صبح ملیں گے یا کیا صورت ہے ؟

ملک محمد اختر : ساڑھے نو بجے ٹھیک ہے، کیونکہ ۱۰ بجے گرمی ہو جاتی ہے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : میرے خیال میں اگر ۱۰ بجے سب دوست آ جائیں تو ہم کام شروع کر لیں گے تو ٹھیک ہے پھر

So, the House is adjourn to meet again tomorrow at 10 a.m.

[*The House adjourned to meet again at ten of the Clock in the morning on Wednesday, April 7, 1976*].

PCPPK--L/2033/76/NA—7-5-77—250.